SHEHRI

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو' وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے...مارگریٹ میڈ

شہری

برائے بہتر ماحول

اپریل تا جون ۱۹۹۹ء

اندرونی صفحات پر

- اصلاح کا چارٹر
- این جی اوز کا بنیادی مقصد
- اسپتالوں کے لئے غلاظت سوز بھٹیاں
- ہماری زمین ہمارا مستقبل

امن ایک انسانی حق ہے

پچھلے دنوں ہیگ نیدرلینڈز میں عالمی امن کانفرنس منعقد کی گئی – اس میں دنیا بھر کے مندوبین کے علاوہ پاکستان پیس کولیشن کے ارکان نے بھی شرکت کی' ش – فرخ اس وفد میں شامل تھیں' شہری کے لئے ش – فرخ کا خصوصی مضمون اور تصاویر –

سینٹر ہیگ (نیدرلینڈز) کے استقبالیہ

کانگریس

ہال سے گزرتے ہوئے کسی نے ہاتھ میں کاغذ کا ایک صفحہ تھما دیا' لکھا تھا۔

چیچنیا کی غیراعلان کردہ جنگ کے دوران' ہم ' روسی والدین کے بچے کھو گئے۔ ہم انہیں ابھی تک نہ زندوں میں اور نہ مرنے والوں میں' کہیں بھی تلاش نہ کرسکے ہمارے دل دکھ درد سے لبریز ہیں۔

ہمارے بچے۔ ہمارا مستقبل کہیں نہیں ہے۔

ہم نہیں چاہتے کہ کسی بھی قوم کے والدین اس طرح کے غم سے دوچار ہوں۔ ہم آپ کے ذہن اور دل سے گزارش کرتے ہیں۔ جنگ شروع نہ کرو بچوں کو ہلاک نہ کرو۔ تمام مسائل کا حل پرامن طریقے سے تلاش کرو۔

گزشتہ مئی کے دوسرے ہفتے ہیگ میں منعقد ہونے والی ہیگ اپیل فار پیر (HAP99) دراصل امن کے سلسلے میں کی گئی کوششوں کی صد سالہ سالگرہ تھی۔ اب سے سو سال قبل یعنی ۱۸۹۹ء میں اسی شہر میں امن کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس کانفرنس کا

اہتمام شاہی حکومتوں نے کیا تھا جس کے کنوینر روس کے زار نکولس دوئم تھے۔ اس موقع کی یادگار کے طور پر امن محل تعمیر کیا گیا۔ جس کے لئے امریکی خلق دوست اینڈریو کارنیگی نے ۱٫۵ ملین ڈالر فراہم کئے تھے۔ اس کانفرنس کا مقصد دنیا میں پائیدار امن قائم کرنا اور اسلحہ کی روک تھام تھا۔ لیکن نیک نیتی پر مبنی وہ کوشش اس وقت ناکام ہوگئی جب ۱۸۹۹ء کی ہیگ امن کانفرنس کے ۱۵ سال بعد یورپ جنگ میں مبتلا ہوگیا تھا۔

ہیپ ۹۹ء کے اختتامی اجلاس میں بہت سی دیگر آراء کے علاوہ ایک خوش امید آواز ہندوستان کی دینا شیبا کی تھی جنہوں نے کہا تھا یہ امن کانفرنس ان اجلاسوں سے زیادہ پر اثر ثابت ہوگی جو بند کواڑوں کے پیچھے بارہا منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ حالانکہ اس پر رونق اور پرجوش کانفرنس پر ہیگ کا مطلع خلاف معمول صاف ہونے کے باوجود کوسوو کی جنگ کے مہیب سائے مسلسل چھائے رہے۔

ہیگ کانفرنس سے تقریباً" ایک ماہ

شہری

سی 206 بلاک-2 پی ای سی ایچ ایس
کراچی، پاکستان
ٹیلی فون/فیکس 92-21-453-0646
E-mail address:shahri @onkhura.com
(web site) URL:http://www. onkhura.com/shehri

ایڈیٹر : رعنا صدیقی

انتظامی کمیٹی

چیئرپرسن : قاضی فائز عیسیٰ
وائس چیئرپرسن : وکٹوریہ ڈی سوزا
جنرل سیکریٹری : امبر علی بھائی
خزانچی : حنیف - اے ستار
ارکان : نوید حسین، منظیب احمد
ایس رضا علی گردیزی

شہری اسٹاف

کو آرڈی نیٹر : سبز منصور
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر : محمد سلمان اشرف

شہری ذیلی کمیٹیاں

آلودگی کے خلاف : نوید حسین
تحفظ ورثہ : دانش آذر زوبی، ضمیر الرحمٰن
میڈیا اور بیرونی روابط : ضمیر الرحمٰن، محسن جعفری، فرحان انور
قانون : قاضی فائز عیسیٰ، امبر علی بھائی، رولینڈ ڈی سوزا، وکٹوریہ ڈی سوزا، الطیب احمد
پارکس اور تفریح : منظیب احمد
اسلحے سے پاک معاشرہ : نوید حسین
قاضی فائز عیسیٰ
مالی حصول : تمام ارکان

ذیلی کمیٹیوں کی رکنیت شہری برائے بہتر ماحول کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔

ایڈیٹر اور ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

لے آؤٹ اور ڈیزائن : ریڈیو لالہ
پروڈکشن : انٹرپلس کمیونیکیشن

مالی تعاون : فریڈرک نومان فاؤنڈیشن

رکن IUCN
دی ورلڈ کنزرویشن یونین

قبل ہیپ ۹۹ کے نیویارک آفس میں متعلقہ عہدیداروں اور کارکنوں سے ملاقات ہوئی۔ کوسوو کی جنگ چھڑ چکی تھی ادھر امن کانفرنس کی تیاریاں زوروں پر تھیں۔ کئی جانب سے ہیگ کانفرنس میں کوسوو کو اہمیت دینے کی خاطر دباؤ بڑھ رہا تھا۔ لیکن منتظمین کا خیال تھا کہ ایسا کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ کیونکہ دنیا بھر کے دیگر بہت سے مسائل بھی خاصے گمبھیر ہیں۔ ایک اطلاع یہ بھی تھی کہ مصلحتاً کوسوو کو بالکل زیر بحث نہیں لایا جائے گا۔ لیکن ایسا کرنا ناگزیر ثابت ہوا۔ بلکہ اس دوران یوگوسلاویہ کے صدر ملوسوچ خصوصی طور پر زیر عتاب رہے۔ بلکہ یوگوسلاویہ میں نیٹو کی سرگرمیوں یعنی ہلاکتیں بند کرنے کے لئے مزید ہلاکتوں کے ارتکاب پر بھی کڑی تنقید کی گئی۔

کانفرنس کا سلوگن تھا "اب جنگ بند کرنے کا وقت ہے، امن ایک انسانی حق ہے"۔

لیکن امن سے کیا مراد ہے؟ ایک جاپانی مندوب کی رائے میں امن جنگ کے بعد نہیں۔ جنگ سے پہلے قائم کیا جائے۔

جبکہ دینا شیوا نے امن کی وسیع تر

امن کے لئے مظاہرہ کا ایک انداز

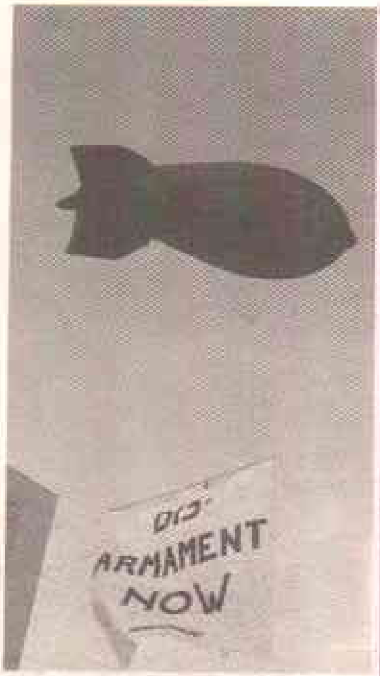

امن سے مراد
آسمان کا امن ہے
زمین کا امن ہے
پانیوں کا امن ہے
پودوں کا امن ہے
ماحولیاتی تنوع کا امن ہے

تشریح کچھ اس طرح کی۔
امن کا مطلب آسمان کا امن ہے، زمین کا امن ہے، پانیوں کا امن ہے، پودوں کا امن ہے، ماحولیاتی تنوع کا امن ہے۔ جبکہ عالمی معیشت کی بدولت جنگ ہمارے کھیتوں اور باورچی خانے کی میز تک پہنچ گئی ہے۔ اقتصادی گلوبلائزیشن رقابت کو فروغ دے رہی ہے۔ یہ طمع کا دفاع کرتی ہے اور باہمی تعاون کو تباہ کر رہی ہے۔ اس نے متنازعہ علاقوں میں انصاف نہیں بلکہ جنگ کو فروغ دیا ہے پنٹاگون، کاؤر، اسکواڈرن کے علاوہ اسلحہ سازی کے دیگر اداروں نے جنوبی دنیا کو ملٹرائزیشن کمپلیکس بنا دیا ہے۔ یہ دواؤں کے نام پر ایسی کیمیائیں فراہم کرتے ہیں جو ہماری زمین اور ہمارے جسموں کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس نے ہماری تعمیر کی طرف حیاتیاتی جنگ کا راستہ بنایا ہے۔

مقررہ نے جنوبی دنیا کی باشندہ ہونے کی حیثیت سے یہ کہا کہ ہمارا ماحولیاتی تنوع عالمی سرپرستوں کی جائیداد نہیں۔ کوسوو میں لسانی تطہیر دراصل ثقافتی یک رنگی پیدا کرنے کی خواہش کی ایک مثال ہے۔ جبکہ ایک ایسی دنیا کا تصور جہاں تمام انسان ایک جیسے ہوں، تمام پودے اور جانور ایک طرح کے ہوں کسی کے لئے قابل قبول نہیں ہوگا۔ ہماری کوشش ہے کہ ہم اپنے ہاں کے تمام جانداروں یہاں تک کہ آخری مکڑی تک کا تحفظ کرکے اپنا ماحولیاتی تنوع اور فطری نظام کو برقرار رکھیں۔ ہمیں نہ صرف اسلحہ اور نیوکلیئر سے پاک خطے چاہئیں بلکہ جرثوموں کی صنعت گری سے آزاد علاقے مطلوب ہیں۔ ہمارے لئے یہی امن کے معنی ہیں جہاں ہم اپنے ثقافتی تنوع کا جشن منا سکیں اور اپنی غذا پیدا کرنے کے لئے اپنی زمین میں مقامی بیج بو سکیں۔

پانچ روز تک جاری رہنے والی ہیگ امن کانفرنس میں دنیا بھر کے لوگوں کی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ اس میں چار ہزار افراد کی شرکت متوقع تھی جبکہ انتظامی تقریب میں یہ اعلان کیا گیا کہ اس وقت کانفرنس سینٹر میں ۸ ہزار افراد موجود ہیں۔ جبکہ آخری اعداد و شمار کے مطابق یہ تعداد ۹ ہزار سے تجاوز کر گئی تھی جس میں ۱۵ سو نوجوان شامل تھے۔

باقی صفحہ ۱۷ پر

کے بی سی اے نگراں کمیٹی... مثبت تبدیلی کی اعلیٰ مثال

سرکاری و نجی باہمی عمل کے راہنما خطوط

کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی (کے بی سی اے) نگراں کمیٹی کی مدت بڑھانے کا دوبارہ اعلان کیا گیا ہے۔ شہری سی بی ای نے اس کوشش کے لئے پیش قدمی کی اور اس سلسلے میں مسلسل زور دے کر اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کا مقصد کے بی سی اے میں قانون کی حکمرانی اور شفاف طریقہ کار لانا ہے۔ شہریوں کی شرکت اور سرکاری و نجی باہمی عمل ایک مثال اور رہنما خطوط فراہم کرتا ہے۔ دیگر شہری اداروں میں اچھے انتظام کو یقینی بنانے کے لئے ایسی ہی پیش قدمی کی حددرجہ ضرورت ہے۔

یہ امر باعث اطمینان ہے کہ مخصوص مفادات کے حامل گروپوں کی مزاحمت کے باوجود کے بی سی اے نگراں کمیٹی کا دوبارہ اعلان کیا گیا ہے۔

شہری سی بی ای اور دیگر پرخلوص شہریوں نے اپنا یہ مطالبہ برقرار رکھا تھا کہ نگراں کمیٹی کا دوبارہ اعلان کیا جائے۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں نہ صرف کمیٹی کا دوبارہ اعلان ہوا بلکہ اس کے اختیارات اور فرائض کو بھی بڑھایا گیا ہے۔

اپنی پہلی مدت کے دوران نگراں کمیٹی کے ارکان کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا کیونکہ وہ اپنی بیشتر سفارشات کے بارے میں مزید بھرپور طریقے سے کام نہیں کرسکے اکثر جن پر عملدرآمد نہیں ہوسکا۔

اس مسئلے کے حل کے لئے اب نگراں کمیٹی اک ایک سیکریٹریٹ بنایا گیا ہے کمیٹی کی سرگرمیوں میں رابطہ و تعاون اور کمیٹی کے فیصلوں کے مناسب عملدرآمد کو یقینی بنانا اس سیکریٹریٹ کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

جناب زیدالواسطی کو کنٹرولر آف بلڈنگ کے بی سی اے کو نگراں کمیٹی سیکریٹریٹ کے سیکریٹری کی حیثیت سے تعینات کیا گیا ہے۔ شہری کے نامزد کردہ جناب سرور خالد نگراں کمیٹی سیکریٹریٹ کے کوآرڈی نیٹر کی حیثیت سے کام کریں گے۔

نگراں کمیٹی میں بھی شہری اپنے رکن رونالڈ ڈی سوزا کے ذریعے نمائندگی کرتی ہے۔ جبکہ شہری کے چیئرمین جناب قاضی فائز عیسیٰ کمیٹی میں اپنی ذاتی حیثیت سے نمائندگی کرتے ہیں کہ وہ شہر کے جانے پہچانے ماہر قانون داں ہیں۔

یہ شہری کے ایجنڈے کا ایک حصہ ہے کہ شہریوں کو ان قواعد و ضوابط اور قوانین کے بارے میں معلومات فراہم کرکے خودمختار بنایا جائے جو ہمارے شہری اداروں کو چلاتے ہیں اور سرکاری ایجنسیوں کے ساتھ شہریوں کے باہمی روابط و تعلق کو آسان بنایا جائے تاکہ شفاف عمل کو یقینی بنایا جائے۔ یہ محسوس کیا گیا ہے کہ اس عمل کے نتیجے میں نظام میں مثبت تبدیلیاں لانے کے بارے میں سرکاری حکام کی صلاحیتوں میں بھی بہتری آئی ہے۔

بلند ترین عمارات کے تعمیراتی منصوبے کا جائزہ لینے والی ذیلی کمیٹی

کے بی سی اے نگراں کمیٹی نے تین اراکین پر مشتمل ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی ہے جو پاکستان انجینئرنگ کونسل (پی ای سی)، پاکستان کونسل آف آرکیٹکٹس اینڈ ٹاؤن پلانرز (پی سی اے ٹی پی) اور این ای ڈی یونیورسٹی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کراچی کے نمائندوں پر مشتمل ہے۔

وہ تمام منصوبے پلان جو گراؤنڈ جمع چار اور زیادہ منزلوں کے ہوں گے انہیں ذیلی کمیٹی کے سپرد کردیا جائے گا تاکہ اس امر کو یقینی بنایا جاسکے کہ ان منصوبوں کی منظوری میں تعمیراتی قوانین کی خلاف ورزی ممکن نہ ہوسکے۔

سید فیصل سعود

سیکریٹری حکومت سندھ، کراچی

No.So-Land(K.D.A)NTP/3-88-98

اصلاح کا چارٹر... کے بی سی اے نگراں کمیٹی کا اعلامیہ

ایس او لینڈ (کے ڈی اے)/ایچ ٹی پی/۳-۸۹/۹۹ حکومت سندھ' سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس ۱۹۷۹ء کے سیکشن ۴-بی کے تحت حاصل شدہ اختیارات کے تحت ایک کمیٹی کو مقرر کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتی ہے جو کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کی سرگرمیوں اور آپریشن کو مانیٹر کرے گی اور جائزہ لے گی کہ مزید احکامات تک اس کی مدت تین برس ہوگی کمیٹی مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل ہوگی۔

۱) سیکریٹری شعبہ رہائشی و شہری منصوبہ بندی	چیئرمین
۲) چیف کنٹرولر عمارات کے بی سی اے	سیکریٹری
۳) جناب جسٹس (ریٹائرڈ) حاذق الخیری	رکن
۴) ڈائریکٹر جنرل کے ڈی اے	رکن
۵) ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے	رکن
۶) ڈائریکٹر جنرل ایم ڈی اے	رکن
۷) مشیر قانون کے بی سی اے	رکن
۸) چیئرمین پاکستان انجینئرنگ کونسل	رکن
۹) چیئرمین پاکستان کونسل آف آرکیٹکس اینڈ ٹاؤن پلانرز	رکن
۱۰) چیئرمین آف ایسوسی ایشن آف بلڈرز اینڈ ڈیولپرز	رکن
۱۱) شہری (شہری برائے بہتر ماحول نامزد کردہ)	رکن
۱۲) آرکیٹکچر ڈپارٹمنٹ داؤد کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی	رکن
۱۳) سول انجینئرنگ ڈپارٹمنٹ' این ای ڈی انجینئرنگ یونیورسٹی	رکن
۱۴) گورنر کے نامزد کردہ تعمیری معاملات میں ہمیشہ گہری دلچسپی رکھنے والے شہری اردشیر کاؤس جی	رکن
۱۵) کم سے کم دس برس کی سرگرم پریکٹس رکھنے والے ایڈوکیٹ قاضی فائز عیسیٰ بار ایٹ لا جنہیں گورنر نے نامزد کیا	رکن

۸ سے ۱۳ نمبر تک درج تنظیموں کی نمائندگی ایسا شخص یا اشخاص کریں گے جن کے نام متعلقہ تنظیمیں تحریری طور پر کمیٹی کے سیکریٹری کو دیں گی بصورت دیگر وہ شخص جو ابتدا اسے تنظیم کی نمائندگی کر رہا تھا وہ اسے جاری رکھے گا۔ اگر تنظیم کی نمائندگی ایک سے زیادہ اشخاص کر رہے ہیں تو اس نوٹی فیکیشن کے مقصد کے لئے ایک ہی رکن کے طور پر سمجھے جائیں گے۔

ا) کمیٹی مندرجہ ذیل فرائض سرانجام دے گی۔

i) کراچی بلڈنگ و شہری منصوبہ بندی کے قواعد و ضوابط ۱۹۷۹ء کی شرائط کے مطابق عمارات کی تعمیر کی منظوری کی نگرانی اور مانیٹر کرنا اور یا ایسے دوسرے قواعد جو آرڈی نینس کے تحت بنائے جائیں گے انہیں قواعد ہی کہا جائے گا۔

ii) اتھارٹی منظور شدہ تعمیراتی پلان کی خلاف ورزی کی اطلاع ملنے کے پندرہ دن کے اندر آرڈی نینس کی دفعات کے مطابق مناسب اقدامات اٹھا سکتی ہے۔

iii) کمیٹی اتھارٹی کو خطرناک یا غیر قانونی عمارات کو گرانے کی ہدایات جاری کر سکتی ہے۔ اتھارٹی ان ہدایات کے ملنے کے پندرہ دن کے اندر آرڈی نینس/قواعد و ضوابط کی دفعات کے مطابق عمل کرے گی۔

iv) جب بھی ضرورت محسوس ہو قواعد و ضوابط میں ترمیمات کی سفارش کرے گی اور ڈرافٹ تیار کرے گی۔

v) جب کبھی ضروری ہوا آرڈی نینس میں ترمیم کی سفارشات پیش کرے گی اور ڈرافٹ تیار کرے گی۔

vi) آرڈی نینس کی دفعات کو موثر بنانے کے لئے قواعد و ضوابط کا مسودہ بنائے گی۔

vii) اس بات کو یقینی بنائے گی کہ اتھارٹی آرڈی نینس کی دفعات اور قواعد و ضوابط کو موثر طور پر لاگو کرے گی۔

viii) گورنر اور اتھارٹی کو شہر کی افقی اور عمودی دونوں طرح کی افزائش کے قواعد سے متعلق پالیسی اقدامات تجویز کرے گی۔

ix) اتھارٹی کو زیادہ اہل اور موثر بنانے کے لئے طریقے اور ذرائع تجویز کرے گی۔

x) شہر کا تعمیر ماحول محفوظ رکھنے اور اسے تحفظ دینے کے لئے اقدامات تجویز کرے گی۔

xi) اس بات کو یقینی بنانا کہ مختلف رہائشی اسکیموں اور دیگر اسکیموں میں تفریح پارکس' کھیل کے میدان' عوامی خدمات اور تفریحی علاقوں کا مناسب استعمال ہو۔

باقی صفحہ ۱۸ پر

شہری برائے بہتر ماحول کی نویں سالانہ جنرل باڈی میٹنگ

شہری سی بی ای کی نویں سالانہ جنرل باڈی میٹنگ (اے جی ایم) شہری کے دفتر میں بروز ہفتہ بتاریخ ۳ اپریل ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوئی جس میں ۲۰۰۰-۱۹۹۹ء سال کے لئے عہدیداران کا انتخاب ہوا۔

وکٹوریہ ڈی سوزا صدارت کر رہی ہیں

شہری کی نائب چیئرپرسن وکٹوریہ ڈی سوزا نے شہری کی ۱۹۹۸ء کی اے جی ایم کی روداد پڑھ کر سنائی۔ ایک رکن جناب حیدر نے بعد میں اسے قبول کرنے کی تجویز پیش کی۔ جس کی تائید شہری کے ایک دوسرے رکن محمد علی رشید نے کی۔

امبر علی بھائی جنرل سیکریٹری شہری نے ۱۹۹۸ء میں ہونے والی شہری کی سرگرمیوں اور منصوبوں کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور ۱۹۹۹ء کے لئے منصوبوں کے بارے میں جائزہ پیش کیا جو مندرجہ ذیل ہے۔

قانونی ذیلی کمیٹی

امبر علی بھائی نے شرکاء کو بتایا کہ کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی نگراں کمیٹی کا دوبارہ اعلان کیا گیا ہے یہ فیصلہ شہری کے اراکین اور سول معاشرے کی دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے کیونکہ اس کے خلاف بعض مفاد پرست گروہوں کی شدید مزاحمت کا سامنا تھا۔

شرکاء کو یہ بھی بتایا گیا کہ نہ صرف نگراں کمیٹی کا دوبارہ اعلان ہوا ہے بلکہ اس کے اختیارات اور فرائض میں بھی خاطرخواہ اضافہ ہوا ہے۔ نگراں کمیٹی کے کل دس اراکین میں سے دو کا تعلق شہری سے ہے۔ کمیٹی میں شہری کی براہ راست نمائندگی جناب رونالڈ ڈی سوزا کرتے ہیں جبکہ چیئرپرسن شہری جناب قاضی فائز عیسٰی شہر کے ایک مشہور قانی ماہر کی ذاتی حیثیت سے کمیٹی میں موجود ہیں۔

کے بی سی اے نگراں کمیٹی کا سیکریٹریٹ بھی بن گیا ہے۔ تاکہ کمیٹی کی سرگرمیوں میں رابطہ قائم کیا جاسکے۔ شہری کے نامزد کردہ جناب سرور خالد نگراں کمیٹی سیکریٹریٹ کے کوآرڈی نیٹر کی حیثیت سے کام کریں گے۔

شہری کا ایک دیرینہ مطالبہ اس وقت تسلیم کیا گیا جب حال ہی میں کے ڈی اے گورننگ باڈی دوبارہ تشکیل دی گئی اور اس میں شہریوں کی نمائندگی کو اور زیادہ بڑھایا گیا۔

شہری کی مسلسل کوششوں کے باعث سندھ ہائیکورٹ میں ایک گرین بینچ تشکیل پائی ہے جو ہائیکورٹ کے دو سینئر ججوں پر مشتمل ہوگی اور جو ماحولیات سے متعلق مقدمات کو دیکھے گی۔ شہری کے اراکین سے کہا گیا ہے کہ وہ ایسے مقدمات میں مقامی عدلیہ کی مدد کریں۔

شہری اس قسم کے اقدامات کو سپریم کورٹ کی سطح پر بھی متعارف کرانے کی کوشش کر رہا ہے۔

مزار ایکٹ کے تحفظ تقدس کے تحت مزار قائداعظم کی حدود میں ۳۵ عمارات کو سندھ ہائیکورٹ نے غیرقانونی قرار دیا تھا لیکن بعد میں سپریم کورٹ نے تعمیر کنندگان کو ریلیف دے دیا تھا۔ لیکن شہری کے مطالبے پر کیس دوبارہ سندھ ہائیکورٹ میں بھیج دیا گیا۔ جس نے مذکورہ عمارات کو دوبارہ غیرقانونی قرار دیا اور ان کا انہدام حال ہی میں سرانجام پایا ہے۔ شاہراہ فیصل پر فارچون سینٹر کی غیرقانونی تعمیر کے مقدمے کا فیصلہ فی الحال نہیں ہوا ہے اس میں شہری ایک فریق ہے۔

وکٹوریہ ڈی سوزا (وائس پریذیڈنٹ)

امبر علی بھائی (جنرل سیکریٹری)

خطیب احمد (خزانچی)

رسوائے زمانہ گلاس ٹاور کیس میں تیسرے فریق کی دلچسپی کو دور کردیا گیا ہے چنانچہ تعمیر کنندگان دکانوں کو اب تک کرائے پر نہیں دے پائے ہیں۔

جناب سلیم تھریانی کی سربراہی میں ایک کمیٹی سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی ننس ۱۹۷۹ء (ایس بی سی او ۷۹ء) کے قوانین قواعد و ضوابط کو آج کل وقت کے تقاضوں کے مطابق لانے میں مصروف ہیں۔ اس کمیٹی میں شہری کی نمائندگی جناب حسین لوٹیا کر رہے ہیں جو ایک ماہر آرکیٹیکٹ ہیں۔

شہری کی قانونی ذیلی کمیٹی میں نو اراکین ہیں۔ فی الوقت شہری کی طرف سے دائرکردہ ۳۱ قانونی مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

میڈیا اور بیرونی ذیلی کمیٹی

۱۹۹۸ء میں کمیٹی کی جانب سے چار نیوز لیٹر اردو اور انگریزی میں شائع کئے گئے جو عوام میں خاصے پسند کئے گئے۔ نیوز لیٹر کے علاوہ شہری کے رکن فرحان انور نے دو تحقیقی منصوبے بھی مکمل کئے ایک منصوبے کا تعلق شہر کے کوڑا کرکٹ کے انتظام کے شعبے سے تھا اس کا موضوع "کراچی میں محلے کی سطح پر کوڑے کرکٹ کا انتظام، مسائل اور حل" تھا۔ دوسرا مطالبہ "گرنے کے لئے شہ سواری، کراچی میں پبلک رہائشی شعبے کا تجزیہ" تھا جس میں شہر کے شہری رہائشی شعبے کو درپیش مسائل کا جائزہ لیا گیا۔

اس وقت شہری کا اپنا ویب سائٹ تخلیق کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔

آلودگی کے خلاف ذیلی کمیٹی

شہری نے کے ایم سی کی "ایک پارک اپنایئے" اسکیم کے تحت ایک پارک (ایس ٹی۔۱۲، اسکیم نمبر۵ کلفٹن کراچی) کو اپنایا ہے لیکن علاقے کے لوگوں کے عدم تعاون کے باعث یہ منصوبہ خاطرخواہ نتائج حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اگر موجودہ حالات میں کوئی مثبت تبدیلی نہیں آئی تو ہوسکتا ہے کہ شہری یہ پارک کے ایم سی کو دوبارہ واپس کردے۔

اسلحہ سے پاک معاشرہ

شہری کی ابلاغی مہم خاصی کامیاب رہی ہے۔ اسلحہ سے پاک کار اسٹیکر اس کا ثبوت ہیں۔ اس تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے ان امکانات کا جائزہ لیا جارہا ہے کہ شہر کے نمایاں مقامات پر عوامی پیغام کے سائن بورڈ لگائے جائیں۔ اس مقصد کے لئے عطیات درکار ہیں۔

فرحان انور نے میڈیا اور بیرونی روابط کی کامیابیوں کا ذکر کیا

اجلاس کے حاضرین

شہری سی بی ای انتظامی کمیٹی ۲۰۰۰۔۱۹۹۹ء

قاضی فائز عیسیٰ	چیئرمین
وکٹوریہ ڈی سوزا	نائب چیئرمین
امبر علی بھائی	جنرل سیکریٹری
حنیف اے ستار	خزانچی
نوید حسین	ایگزیکٹو ممبر
خطیب احمد	ایگزیکٹو ممبر
ڈاکٹر ایس رضا علی گردیزی	ایگزیکٹو ممبر

فنڈ جمع کرنے کی ذیلی کمیٹی

شرکاء کو بتایا گیا کہ بعض عطیہ کنندگان پس منظر میں رہتے ہوئے شہری کو باقاعدگی سے عطیہ دیتے ہیں۔ وہ اپنی شناخت پوشیدہ رکھنے پر مصر ہیں۔ ان کے عطیات شہری کے انتظامی اخراجات کا کچھ حصہ پورا کرتے ہیں۔ شہری کے اراکین اور ایڈمنسٹریٹر شہری مسز منصور کی کوششوں سے گزشتہ برس خاصے فنڈ حاصل کئے گئے۔

شہری کراچی میٹروپولیٹن ٹرانسپورٹ اتھارٹی (کے ایم ٹی اے) کا مسودہ تحریر کرنے والی کمیٹی کا بھی حصہ ہے۔ اس کمیٹی میں شہری کی نمائندگی امبر علی بھائی اور جناب فرحان انور کرتے ہیں۔ شہری گورنر سندھ کی جانب سے بلدیات کے معاملات پر بنائی جانے والی ٹاسک فورس کا بھی ایک حصہ ہے۔

باقی صفحہ ۱۷ پر

شہری انتظام

شہری انتظامیہ میں نجی شعبے کی شراکت

انڈیا ہیبیٹیٹ سینٹر نیودہلی کے زیر اہتمام بین الاقوامی کانفرنس میں شہری کی شرکت

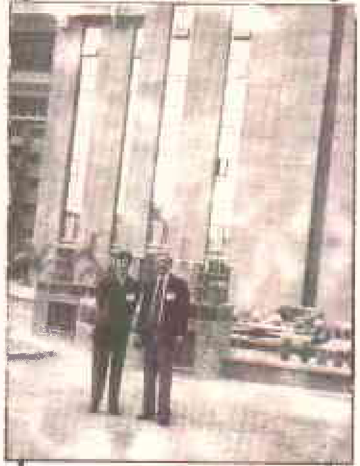

فرحان انور اور رونالڈ ڈی سوزا

شہری انتظامیہ میں نئے عالمی رجحانات پر مقامی معاملات میں منظم نجی شعبے کی شمولیت کے خصوصی حوالے سے بحث کے لئے نئی دہلی بھارت میں ایک بین الاقوامی کانفرنس ہوئی جس میں پاکستان کی نمائندگی شہری نے کی اور کراچی میں ٹھوس کوڑے کرکٹ کے انتظام کے مسئلے پر ایک مقالہ پیش کیا۔

شہر اس صدی کے دوسرے نصف میں کسی قوم کے سیاسی و معاشی ڈھانچے میں اہم مقامات کی حیثیت سے نمودار ہوتے ہیں۔ شہروہ جگہیں ہیں جہاں تجارت، لوگ، خیالات اور ثقافت کا میلان ہوتا ہے۔ اکیسویں صدی میں پچاس فیصد سے زیادہ دنیا شہری بن چکی ہوگی۔ چنانچہ دنیا کے اطراف کاروباری مسابقت بنیادی طور پر شہریوں کی صحت اور خوشحالی سے منسلک ہے۔

ایشیا میں شہر اتنی تیزی سے وسعت پا رہے ہیں کہ بیشتر منصوبہ بندی کرنے والوں نے کچھ عرصہ قبل تک اس کا ادراک ہی نہیں کیا تھا۔ بنیادی ڈھانچے، ہجرت میں عالمگیریت اور ماحولیاتی ٹکراؤ کے سیاق و سباق میں کاروبار، تجارت، سیاحت اور صنعت میں تیز رفتار سرمایہ کاری نے سیاسی و سماجی تغیرپذیر اثرات کے ساتھ چیلنجز تخلیق کئے ہیں۔ اگرچہ حالیہ تصویر قابل افسوس ہے پھر بھی ایشیا اور بحرالکاہل کے کنارے آباد ملکوں میں مقامی ریاستی اور قومی رہنماؤں نے ترقی کی رہنمائی کے لئے ایک نئے "فریم ورک" کی جانب کام کا آغاز کیا ہے۔

اب تک کاروبار و تجارت اندرون شہر اور غریب آبادیوں میں کام کرنے سے احتراز کرتے تھے۔ مسائل کا انبار کاروباری پیش قدمی کو ناکامی میں تبدیل کردیتا تھا۔ چنانچہ کاروباری ذرائع پر لامحدود وعدوں کے لئے راہ ہموار کرنے کے خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ پھر بھی حال ہی میں بہت سے کاروبار حکومت اور کمیونٹی کے ساتھ اشتراک کر رہے ہیں تاکہ حکمت عملیوں کی دوبارہ تعمیر میں شراکت دار بن سکیں۔

کیونکہ کاروبار حکومت یا کمیونٹی تنظیموں کا بدل نہیں ہوسکتے لیکن وہ رقم فراہم کرنے یا پالیسی مرتب کرنے والوں کی حیثیت سے رفاقت میں خصوصی وسعت لاسکتے ہیں۔ ایشیا میں کچھ کاروباری اداروں نے مقامی حکومتوں اور کمیونٹی تنظیموں کے ساتھ داخل ہوکر یہ قدم اٹھایا ہے تاکہ سماجی و معاشی مسائل کو حل کیا جاسکے۔

اس رجحان کے مثبت نتائج کس طرح حاصل کئے جاسکتے ہیں اس پر بحث و مباحثہ کرنے کے لئے نئی دہلی بھارت میں ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد حال ہی میں ہوا تھا۔ اس کانفرنس کے بڑے منتظمین میں بھارت کی رہائشی و شہری ترقیاتی کارپوریشن (ایچ یو ڈی سی او)، ایشیا پیسفک سٹیزن فورم (اے پی سی ایف)، بھارت کا قومی ادارہ برائے شہری معاملات (این آئی یو اے)، یو ایس ایڈ، ڈی سینٹرلائز ٹریننگ فار اربن ڈویلپمنٹ (ڈی ٹی یو ڈی) اور کنفیڈریشن آف انڈین انڈسٹری (سی آئی آئی) شامل تھے۔ کانفرنس کو سٹی نٹ، فیڈرک نومان فاؤنڈیشن، مہندرا اینڈ مہندرا، پیسٹ کنٹرول انڈیا اور اربن مینجمنٹ پروگرام ایشیا نے کواسپانسر کیا تھا۔

مختلف ممالک کے این جی اوز/شہری گروپوں اور کاروباری گروپوں نے اس موقع پر اپنے اپنے منصوبوں کے بارے میں مقالات پیش کئے۔ میزبان ملک بھارت کی جانب سے اجاگر کئے جانے والے منصوبوں میں کلکتہ اولڈ ٹاؤن ہال کو دوبارہ زندگی دینے کا منصوبہ، بمبئی فرسٹ، چینائی میں آبی گزرگاہوں اور تالابوں کی بحالی، انجمن نوجوان برائے بہتر بھارت بمبئی، دی احمد آباد ایلفرکس، ٹاٹا ا... ریسرچ انسٹی ٹیوٹ وغیرہ شامل ہیں۔

کولمبو میونسپل کونسل کے نمائندے نے شہری انتظامیہ کے بعض پہلوؤں کی نج کاری کے اپنے تجربے کے بارے میں بتایا۔

امریکہ کے ٹائمز اسکوائر اسٹریٹ بزنس امپروومنٹ ڈسٹرکٹ، نیویارک اور دی امریکہ پروجیکٹ، ایٹلانٹا آف کارٹر سینٹر بھی زیر بحث آئے۔

کینیڈا اور جنوبی امریکہ کے نمائندوں نے بھی مقالات پڑھے۔ پاکستان کی نمائندگی شہری سی بی ای کے رونالڈ ڈی

باقی صفحہ ۱۸ پر

عوام کی طاقت

خطیب احمد

ترقی یافتہ معاشرہ

اور عوامی بہبود

غیر سرکاری تنظیموں کے قیام کا بنیادی مقصد

پاکستان کے شہریوں نے ماضی میں بھی نہ تو برطانوی طرز پارلیمان حکومت کا تجربہ کیا اور نہ ہی اس پر کبھی عمل کیا۔ اگرچہ کہ وہ انہیں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ورثے میں ملی تھی۔ لوگ روایتی طور پر چھوٹے دیہاتوں و کمیونٹی کی سطح پر پنچایتی نظام کے تحت خودمختاری سے فیصلے کرتے رہے ہیں۔

سیاسی اور انتظامی حکمرانی بادشاہوں' راجاؤں' نوابوں اور امراء کے لئے مخصوص تھی۔ جس کا نفاذ جاگیرداری نظام کے تحت تھا۔ جب کبھی یہ حکمران آپس میں ایک دوسرے سے برسرپیکار ہوتے اور ایک دوسرے کے علاقے پر قبضہ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہوتے تب بھی کارکن طبقے کو امن و امان سے رہنے دیا جاتا تھا۔ کیونکہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہی طبقہ فاتح کو آمدنی اور مالیہ فراہم کرتا ہے۔ یہ بھی خیال کیا جاتا تھا کہ عام آدمی کا خود کو انتظام حکمرانی میں شامل کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ اسے ریاست کا کاروبار چلانے کے لئے معاشی قدروقیمت کی خدمات اور سامان فراہم کرنے کے لئے ہی مسلسل کام کرنا ہے۔

مختلف ممالک میں این جی اوز کی تعداد	
برطانیہ	پانچ لاکھ
کینیڈا	دو ہزار
زمبابوے	آٹھ سو
بنگلہ دیش	بارہ ہزار
ہندوستان	ایک لاکھ

آبادکاری کے دوران اور بعدازاں عوام پر اسی جاگیرداری نظام کے تحت حکمرانی کی گئی۔ بلکہ نوآبادی ہونے کا ایک اضافی بوجھ بھی تھا۔ ان کے پرانے حکمران انگریزوں کے مفتوح ہوگئے تھے لیکن انہوں نے اپنے غیرملکی آقاؤں کی خاطر ان کے کارندے اور منصب دار بن کر اپنے ہی لوگوں پر حکومت کی۔ عام آدمی کے لئے زندگی اپنی پرانی ڈگر پر ہی چلتی رہی جہاں وہ حکمرانوں کے تابع تھے۔

صنعتی برطانیہ نے بھارت کو خام مال کی فراہمی کا ذریعہ اور اپنے تیار مال کی منڈی بنایا تھا۔ اس عمل نے ملک کی گھریلو صنعت کی بنیاد کو تباہ کردیا اور لوگوں نے دیکھا کہ ان کے انتظامی' عدالتی اور تعلیمی نظام کے پرزے پرزے ہوگئے۔ ان کی جگہ برطانوی نظام نے لے لی ہے۔ دو سو برسوں کی ذہنی غلامی نے عوام کو یہ ہی سکھایا کہ ”حکمران ہی سب سے بہتر جانتے ہیں اور وہ تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے موجود ہیں“ اس سوچ نے لوگوں کو پہل کرنے سے عاری بنا دیا۔ جمہوری نظام کے تحت جاگیرداروں نے اسی پالیسی کو جاری رکھا۔ یہی سب سے بڑی وجہ ہے کہ لوگ خود حکمرانی میں سرگرمی سے حصہ لینے میں ہچکچاتے ہیں یا خود کو اس کا اہل نہیں سمجھتے نفسیاتی طور پر بھی لوگ اب بھی اس انتظار میں دکھائی دیتے ہیں کہ کوئی آئے گا اور ان کے مسائل حل کردے گا۔

شہریوں کی شراکت کے چند مقبول ذرائع میں ایک ذریعے کو غیرسرکاری تنظیمیں (این جی اوز) یا کمیونٹی کی بنیادوں پر کام کرنے والی تنظیمیں (سی بی اوز) کہا جاتا ہے۔

شہری گروپوں کا ظہور

شہریوں کی معاون و مددگار تنظیموں کی

ایک بڑی تعداد کا وجود میں آنا اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ سرکاری تنظیمیں خود مختار سرکاری ادارے لوگوں کو ضروری سطح اور معیار کے مطابق وہ سہولتیں، خدمات و آسائشیں خاطرخواہ طور پر فراہم کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ این جی اوز اور سی بی اوز کون ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شہریوں (غیر سرکاری) کے وہ گروپ ہیں جنہوں نے عام شہری کے فائدے کے لئے بعض سماجی و معاشی مقاصد کے حصول کا ذمہ اپنے سر لے لیا ہے۔ یہ رضاکار گروپ ایک بہتر کل کے لئے سرگرم عمل ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ شہر کے سرمائے کو آنے والی نسلوں کا اثاثہ سمجھا جائے جس کا تحفظ مناسب احتیاط و جانفشانی سے کرنا چاہئے۔ سرکاری اداروں و حکام کی جانب سے چھوڑی جانے والی سماجی خدمات کے خلاء کو پورا کرنے کے لئے این جی اوز اور سی بی اوز کے اراکین رضاکارانہ خدمات فراہم کر رہے ہیں (حالانکہ سرکاری حکام کو تنظیمی ڈھانچہ فراہم کیا جاتا ہے اور عوام کو خدمات فراہم کرنے کے لئے پبلک فنڈ سے تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں)

عام طور پر این جی اوز اور سی بی اوز کے سرگرم کردار کا خیرمقدم سرکاری حکام و اہلکاروں کی جانب سے خوش دلی سے نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کی کمزوریاں کھل کر ظاہر ہو جاتی ہیں۔ ان سے پوچھ گچھ شروع ہو جاتی ہے اور پھر کبھی کبھی عوام کے مفادات میں چارہ گری بھی ہو جاتی ہے۔

رجعت پسندانہ انداز میں یہ حکام ان شہری گروپوں کی عوام کے حق میں مسلسل اور قائم رہنے والی کوشش کو منظم کرنے کی اصل نیت پر شکوک و شبہات کا اظہار کرکے ان کی قانونی حیثیت اور اعتبار کو چیلنج کرنے لگے ہیں۔ یہ نہ صرف بلاوجہ اعتراض کرتے ہیں بلکہ اکثر کھلے عام کہتے ہیں کہ ان سرگرمیوں کے پس منظر میں دراصل مخصوص مفادات کی حامل جماعتوں کا حساب بے باق کرنا ہے (جن کی نقصان دہ سرگرمیوں کے مخالف یہ شہری گروپ ہیں) یہ حکام شہری گروپوں سے اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ کہاں رجسٹرڈ ہیں؟ اور عوام کے مفادات کی مہمات کو مہمیز لگانے کا انہیں کیا حق اور اختیار حاصل ہے؟

شہری کی یہ دلیل ہے کہ اس ملک میں رہنے والے ہر فرد کو پاکستان کا شہری ہونے کی حیثیت سے اس زمین پر وہ انتہائی اختیار حاصل ہے جس کی اسے ضرورت ہے تاکہ وہ انفرادی یا اجتماعی طور پر عوام کے مفادات کے لئے کام کر سکے۔ حقیقی شہری گروپوں کے کام میں کوئی ایسی سرگرمی شامل نہیں ہوتی جو عوام یا ملک کے لئے ضرر رساں ہو۔ اس کے برخلاف

> حقیقی شہری گروپوں کے کام میں کوئی ایسی سرگرمی شامل نہیں ہوتی جو عوام یا ملک کے لئے ضرر رساں ہو' اس کے برخلاف وہ غلط کار حکام کی وجہ سے ہونے والی بے

وہ غلط کار حکام کی وجہ سے ہونے والی بے انصافی کا مداوا چاہتے ہیں اور شہریوں کے لئے وہ صحت، ماحول، ٹرانسپورٹ اور سماجی بہتری سے متعلق سہولتوں کو بہتر بنانے کے خواہشمند ہیں۔ شہری گروپ اپنے فنڈز اور کوششوں کے ذریعے یہ ہی کچھ کر رہے ہیں۔ انہیں عوام کے ٹیکس کی رقم سے کوئی فنڈ نہیں مل رہا ہے اور نہ ہی وہ ایسا کوئی فنڈ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

۱۹۹۱ء میں زمبابوے میں ہونے والی پہلی دولت مشترکہ این جی اوز فورم کی سفارشات کے جواب میں دولت مشترکہ فاؤنڈیشن، لندن، برطانیہ نے ایک کتاب مرتب کی ہے جس کا نام "غیر سرکاری تنظیمیں : اچھی پالیسی اور عمل کے لئے رہنما خطوط" ہے۔

اس کتاب کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

این جی اوز کی نمایاں خصوصیات

وسیع تر معنوں میں این جی اوز کو دو بنیادی گروپوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

فلاحی

این جی اوز کی اکثریت دیکھ بھال اور فلاح و بہبود کی سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ خیراتی کام یا غریب نوازی انہیں ورثے میں ملی ہیں جو ۱۹ویں صدی اور اس کے بعد آنے والے برسوں میں صنعتی ملکوں میں بہت تیزی سے پھیلی تھیں۔

تغیر اور ارتقاء

کچھ این جی اوز تاریخی طور پر عوامی مفادات کے مقاصد اور سیاسی عمل کے پرچار میں مصروف ہیں۔ خدمات کے لحاظ سے اس طرح زیادہ جنگی نوعیت کی سرگرمیاں وجود میں آتی ہیں نتیجتاً" ان کی سرگرمیاں معاشرے میں بہت سی تبدیلیاں لائیں مثلاً غلامی کا خاتمہ، بچوں سے محنت کرانے کا قلع قمع، بالغ رائے دہی کا تعارف اور پائیدار ترقی وغیرہ۔

تمام این جی اوز مندرجہ چار عمومی خصوصیات، امتیازات کی حامل ہوتی ہیں۔

رضاکارانہ

رضاکار کی اصطلاح کا مطلب ہے کہ۔

○ ان کی تشکیل رضاکارانہ ہوتی ہو۔ کسی بھی ملک کے قانون یا قانونی دائرہ کار میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جس کے تحت ان کو وجود میں لانے کی ضرورت ہو یا انہیں وجود میں لانے میں رکاوٹ بنے۔ اور

○ تنظیم میں رضاکارانہ شراکت کا عنصر ہونا ضروری ہے۔ چاہے یہ بورڈ کے ارکان کی چھوٹی سی تعداد کی شکل میں ہو یا بڑی تعداد میں یا اس سے فائدہ اٹھانے والے اپنا وقت رضاکارانہ طور پر دیں۔

خود مختار

معاشرے کے قوانین کے اندر رہتے

ہوئے ان کا کنٹرول ان افراد کے ہاتھوں میں ہو جنہوں نے انہیں بنایا ہے یا انتظامی بورڈ ہو جو ان ہی لوگوں کا نمائندہ ہو یا قانون کے تحت کنٹرول اور انتظام کے لئے انہیں ذمہ دار تفویض کرنا ضروری ہو۔

بلامنافع

وہ ذاتی، نجی یا فائدے کے لئے نہ ہوں اگرچہ---

○ این جی اوز دیگر اداروں کی طرح ملازمین کی خدمات حاصل کرسکتی ہیں جنہیں ان کی خدمات کا معاوضہ دیا جاسکتا ہے۔ لیکن این جی اوز میں آجر، انتظامی بورڈز کو ان کے اس کام کا معاوضہ نہیں دیا جاتا جو وہ بورڈز میں سرانجام دیتے ہیں۔ عام طور پر بورڈز کی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے وہ جو اخراجات کرتے ہیں عام طور پر ان کی ادائیگی کردی جاتی ہے۔

○ این جی اوز آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیوں میں ملوث ہوسکتی ہیں لیکن وہ حصہ داروں یا اراکین میں منافع یا اضافی رقم تقسیم نہیں کرسکتیں۔ وہ حاصل شدہ آمدنی کو صرف اپنے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرسکتی ہیں۔

اغراض و مقاصد میں نجی مفاد شامل نہ ہوں

این جی اوز کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

○ ایسے مغلوب افراد کے حالات کو بہتر بنانا جو اپنی صلاحیتوں و قابلیت کو سمجھنے سے قاصر ہوں اور عملاً" معاشرے میں اپنے پورے حقوق حاصل کرنے کے قابل نہ ہوں اور/یا

○ معاشرہ بہ حیثیت کل یا لوگوں کے حالات یا مواقع، فلاح و بہبود کا تعین کرنے والے موضوع اور مسائل پر کام کرنا۔

این جی اوز کی اہمیت

این جی اوز معاشرے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں وہ ایک ترقی یافتہ معاشرے اور عوامی بہبود کی آرزو سے متحرک ہوکر قائم ہوتی ہیں اور تعلیم، صحت، سماجی بہبود اور معاشی بہتری کے پروگرام (خصوصاً" پسماندہ طبقوں میں) چلاتی ہیں۔ اس طرح وہ بالواسطہ اور بلاواسطہ جمہوری عمل کو تیز کرتی ہیں۔ این جی اوز ایک عرصے سے معاشرے میں مسائل کے حل اور ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے نت نئے ذرائع اور طریقے تلاش کرنے میں مصروف ہیں۔ حالیہ برسوں میں وہ سماجی، ماحولیاتی اور معاشی ترقی و عمل مثلاً امن، جمہوریت، انسانی حقوق، جنس کی برابری و مساوات اور غربت جیسے موضوعات و مسائل پر قائم رہنے والے اعمال کے لئے تجدیدی تحقیق کا مرکز بنی ہیں۔

این جی اوز کی تعداد ہر ملک میں مختلف ہے۔ برطانیہ میں ایک اندازے کے مطابق پانچ لاکھ سے زائد این جی اوز ہیں جن میں سے پونے دو لاکھ خیراتی ادارے کے طور پر رجسٹرڈ ہیں اور اندازاً" ۱۷ بلین سالانہ خرچ کر رہی ہیں۔ کینیڈا میں این جی اوز کے کینیڈین ماحولیاتی نیٹ ورک میں دو ہزار گروپوں کی ممبرشپ ہے۔ زمبابوے میں ۸۰۰ این جی اوز ہیں جو آزادی سے اب تک مختلف منصوبوں پر تین سو سے چار سو ملین زمبابوے پونڈ خرچ کرچکی ہیں۔

بنگلہ دیش میں کم سے کم بارہ ہزار مقامی گروپ ہیں جو مقامی اور مرکزی حکومت سے مالی امداد حاصل کر رہے ہیں۔ دیہی ترقی کی ایک این جی او نے ۸۵۰۰۰ دیہاتوں کی مدد کی تاکہ وہ مدافعتی ٹیکوں کے پروگرام سے مستفید ہوسکیں۔ ایک اور این جی او غریب لوگوں کو قرضہ فراہم کرتی ہے۔ اس کی نو سو شاخیں ہیں اور وہ ۲۳ ہزار دیہاتوں میں کام کر رہی ہے۔ بھارت میں ایک اندازے کے مطابق ایک لاکھ این جی اوز ہیں۔ جبکہ دوسرے اندازے کے مطابق صرف ایک صوبے تامل ناڈو میں نچلی سطح پر کام کرنے والی ۲۵ ہزار تنظیمیں رجسٹرڈ ہیں۔

اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کا اندازہ ہے کہ دنیا بھر کے ترقی پذیر ممالک میں این جی اوز سے مستفید ہونے والے افراد کی تعداد تقریباً" ۲۵۰ ملین ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں ۳ء۱ بلین افراد کا ۲۰ فیصد حصے پر مشتمل افراد انتہائی غربت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور آنے والے برسوں میں اس میں مزید اضافہ ہوگا۔

این جی اوز کی سرگرمیاں

یہاں این جی اوز کی پانچ عمومی سرگرمیوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔ یہ پسماندہ افراد کی دیکھ بھال اور فلاح و بہبود سے لے کر تبدیلی اور ترقی کی سرگرمیوں تک پھیلی ہوئی ہیں۔

خدمات تفویض

این جی اوز کو خود ان خدمات کی تعریف کرنی چاہئے جو وہ فراہم کرتی ہیں یا وہ یہ کام فائدہ اٹھانے والے گروپوں کے مشورے سے بھی کرسکتی ہیں یا حکومت یا فنڈ فراہم کرنے والی ایجنسیوں کے لئے خدمات فراہم کرسکتی ہیں۔ جو خدمات فراہم کرتی ہیں جو خدمات کی وضاحت و تعریف کرتی ہیں۔

ذرائع کو بروئے کار لانا

این جی اوز انفرادی یا اجتماعی سطح پر ذرائع کو بروئے کار لاسکتی ہے۔ ذرائع کی یہ حرکت مالی یا جسمانی ہوسکتی ہے۔ ان میں ذرائع کو بڑھانے والی سرگرمیاں شامل ہیں۔

تحقیق و جدت طرازی

یہ وہ سرگرمیاں ہیں جن کا مقصد بہتر افہام و تفہیم حاصل کرنا اور عمومی طور پر معاشرے یا اس کے اندر موجود افراد اور

باقی صفحہ ۱۷ پر

فرحان انور

مکانات کے ترقیاتی شعبے کی تنزلی کے اسباب

شہری برائے بہتر ماحول نے حال ہی میں ایک مطالعہ کیا جس میں کراچی میں سرکاری رہائشی شعبے کو درپیش مسائل زیربحث آئے۔ نارتھ کراچی کا 5-ڈی سیکٹر مطالعہ کے لئے منتخب کیا گیا۔ جس کے تحقیقی کام کے نتیجے میں چند اہم سوال اٹھے ہیں جن کا فوری جواب مطلوب ہے۔

اس مطالعے میں رہتے ہوئے مکانات کی ترقیاتی شعبے میں تنزلی کی وجوہات کا اندازہ لگایا گیا کہ مکانات کو جدید سہولتوں کی فراہمی میں کمی کے ساتھ ساتھ ترقی یافتہ سہولتوں کی مناسب دیکھ بھال میں ناکامی کے اسباب بھی تلاش کئے گئے۔

اس اندازے کی بنیاد حکومت کی ایک خصوصی رہائشی اسکیم / منصوبہ (نارتھ کراچی سیکٹر (۵-ڈی) کی ترقی کی تاریخ معلوم کرنے کی کوشش پر تھی۔ اس کی منصوبہ بندی، عملدرآمد اور قبضے کے تمام مراحل کا جائزہ لیا گیا تاکہ تجزیہ کیا جاسکے کہ خامی کہاں ہے۔ آخر حکومت کراچی میں رسمی رہائشی شعبے میں اپنے نمایاں کردار کو برقرار رکھنے میں کیوں ناکام رہی اور ترقی پذیر رہائشی اسکیم خصوصاً "پست / متوسط آمدنی رکھنے والے علاقے منصوبہ بندی اور انتظامی کابوس کیوں بن گئی۔

مطالعے کا ایک اور اہم پہلو "عوامی رائے عامہ" پر زور دینا ہے۔ بدقسمتی سے ماضی اور حال کے بیشتر شہری منصوبے ان لوگوں کے خیالات، آراء اور مشوروں کو اکٹھا کرنے کی تگ و دو کے بغیر تیار کئے گئے جن کو فائدہ پہنچانے کے لئے انہیں بنایا گیا تھا جس طریقہ پر ان منصوبوں کی تشکیل کی گئی اور ان پر عملدرآمد کرنے والوں اور شہری کے لئے خصوصاً" کتنے تباہ کن اثرات ظاہر ہوئے اس سے اس تن تنہا رسائی کی حماقت ثابت ہوتی ہے۔ جو بنیادی حقیقتوں سے بالکل الگ تھی اور اس کے ذمہ دار منصوبہ بندی کرنے والے ہمارے حضرات تھے۔

اس مطالعے کے دوران اٹھنے والے چند مسائل کو ذیل میں زیربحث لایا گیا۔

پاکستان میں اگر کوئی شہری ترقی کی تاریخ پر دوبارہ غور و فکر کرے تو جو کہانی سامنے آتی ہے وہ امید اور ناامیدی اور ترقی و تنزلی کا ایک پیچیدہ گورکھ دھندا ہے جس کا بدقسمت عنوان "شکستہ وعدے اور ناکام خواب" ہے۔

الٹی ہوگئی تعبیر

ترقی کے ابتدائی مراحل میں بڑے ترقیاتی منصوبے خصوصاً" رہائشی شعبے میں منصوبہ بندی کرتے وقت مستقبل پر نظر مرکوز نہیں کی گئی۔ عظیم کراچی کا نوآبادکاری پروگرام بھی ایک ایسا ہی منصوبہ تھا۔ کورنگی اور نارتھ کراچی کے دونوں رہائشی منصوبوں کو لیجئے۔ کیا ان دونوں کے رہنما خطوط، سہولتوں، آسائشوں اور بنیادی ڈھانچوں اور منصوبہ بندی کی اصل دستاویز کے خطوط میں ذرا سی بھی مماثلت پائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے سڑک کے ساتھ کہیں پر کچھ نہ کچھ سخت گڑبڑ ہوئی ہے۔ کیا ہوا ہے؟ اور کون سے عوامل یا کرداروں کو ذمہ دار ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ کیا ہم نے کوئی سبق سیکھا ہے؟

ان سوالات کے جواب آسان نہیں ہیں۔ ان کی کلیت کے ساتھ ان سے نمٹنا اس مطالعے کے اختیار سے باہر ہے۔ لیکن کچھ سنگ میل ضرور مقرر کئے جاسکتے ہیں اور چند چبھتے ہوئے سوالات ضرور اٹھائے جاسکتے ہیں۔

غلط شروعات

اصل دستاویزات کا موازنہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مرکزی خریداری مراکز، پارکس، تھیٹرز، پارکنگ کی جگہیں، پیدل چلنے کے راستے وغیرہ کی سہولتوں کی فراہمی کا تذکرہ موجود ہے۔ لیکن علاقے کا جائزہ لینے پر ان تمام سہولتوں و آسائشوں کی غیرموجودگی واضح طور پر نظر آتی ہے۔ کیا انہیں تعمیر کیا گیا تھا یا گزرے ہوئے برسوں میں ان کھلی جگہوں پر قبضہ کرلیا گیا اور زمین کے استعمال کو تبدیل کردیا گیا؟ ترقی کے تاریخی عمل کا محتاط جائزہ سابقہ متبادل کی جانب زیادہ اشارے کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ چنانچہ کیا حکومت کو الزام کا بڑا حصہ اپنے سر لینا چاہئے؟

بربادی کی ترکیب

اس حقیقت سے ہرگز انکار نہیں کہ صارفین نے بھی حاصل خدمات کا بری طرح استعمال کیا اور نافذ ہونے والے قوانین کی خلاف ورزی کی جو سکشن پمپ جیسے آلات کا کھلے عام استعمال، پانی کے پائپوں کے نیٹ ورک میں انفرادی سطح پر تبدیلیوں، نالوں اور گٹر میں کوڑا کرکٹ اور سنگل یونٹ مکانوں کو ملٹی یونٹ کمپلیکس میں تبدیلی سے ظاہر ہوتی ہے۔ پھر کیا یہ بتانا مناسب ہوگا کہ مکینوں کو قانون توڑنے اور ماحول کو آلودہ کرنے پر مجبور کیا گیا۔ یہ بحث اسی طرح جاری رہے

گی۔ جب آپ کو اپنے کوڑے کرکٹ کو حفاظت کے ساتھ ٹھکانے لگانے کی کوئی سہولت حاصل نہ ہو۔ جب گندے پانی کے نکاس اور پانی کی فراہمی کے نظام کو باقاعدہ وقفوں کے ساتھ دوبارہ درست نہیں کیا جائے گا۔ جب آپ کو ۲۴ گھنٹے پانی کی فراہمی نہ ہو۔ جب ریاست کے کرتا دھرتا زمین کے استعمال کی تبدیلی اور تجاوزات کے واقعات پر اپنی آنکھیں اور کان بند کرلیں تو کیا ہم قوانین کی خلاف ورزی اور نظام و خدمات پر زیادتی کی ترکیب نہیں کر رہے ہیں؟ پھر کیا یہ خدمات کو برقرار رکھنے کا مسئلہ نہیں ہے؟

شہریوں سے یہ پوچھنا برمحل ہوگا کہ کیا انہوں نے قانون کو اپنے ہاتھوں میں لینے سے پہلے وہ تمام قانونی حربے و راستے اپنائے تھے جو انہیں دستیاب تھے؟ اکثر یہ بات سامنے آئی ہے کہ انہوں نے ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ چاہے اس کی وجہ علم کی کمی ہو یا نظام پر اعتماد نہ ہونے کا نتیجہ ہو۔ تو کیا عام آدمی کو علم و قوت فراہم کرنے میں امید کی کوئی کرن نظر آتی ہے؟ یہ بات بھی کم اہم نہیں ہے کہ عام آدمی اپنی غلطی (شعوری یا غیرشعوری) تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور سرکاری حکام اپنے عدم تعاون کے لئے امتیاز رکھتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ایک سماجی مسئلہ ہو۔

ایک ہی راگ کا آلاپ

کوئی بھی فرد سوالات کی ایک طویل فہرست تیار کرسکتا ہے اور مسائل کی نشاندہی کرسکتا ہے۔ ترقی کے راستے کی نوعیت گورکھ دھندے کی سی ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو تختہ مشق بنالیا ہے۔ لیکن سب سے اہم سوال تو یہ ہے کہ کیا ہم نے اپنی غلطیوں، حماقتوں اور بدقسمتی سے کوئی سبق سیکھا ہے؟ کیا ہمارے ترقیاتی اداروں (سرکاری یا نجی) نے ایسے وعدے کرنے بند کئے جو وہ کبھی پورے نہیں کرسکتے وہ مستقبل پر نظر رکھنے کی اپنی نااہلیت اور ناقص منصوبہ بندی کے طریقہ کار سے دست بردار ہوئے؟ کیا انہوں نے خود ماضی کی ترقیاتی کوششوں کا تجزیاتی اندازہ لگایا اور انہیں اپنے مستقبل کے منصوبوں میں ضم کیا اور حفاظتی اقدامات اٹھائے تاکہ مصیبت، تباہی و بربادی کو دوبارہ رونما ہونے سے روکا جاسکے۔

جاگ جائیے

شہری برائے بہتر ماحول اس مطالعے کے ذریعے کراچی میں ریاست کی جانب سے پیش ہونے والے اور زیرانتظام رہائشی شعبے کی تنزلی کی وجوہات کا اندازہ لگانے کے لئے معیار اور کسوٹی کا تعین کرکے مثبت تبدیلی کی سمت ایک قدم اٹھایا ہے۔ ہم نے عوام پر براہ راست اثرانداز ہونے والے مسائل کا اندازہ لگانے اور انہیں ضبط تحریر میں لانے کی اہمیت پر زور دیا ہے اور جس میں ہمارے پلانرز اور ڈیولپرز کے لئے ان کی کارکردگی بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔

دستاویزات کا موازنہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مرکزی خریداری مراکز، پارکس، تھیٹرز پارکنگ کی جگہیں، پیدل چلنے کے راستے وغیرہ کی سہولتوں کی فراہمی کا تذکرہ موجود ہے، لیکن در حقیقت وہ موجود نہیں ہیں

ہم نے اداروں، نجی انٹرپرائزز، شہری گروہوں اور افراد کے متعلقہ کردار کو جانچا ہے جو شہری ترقی کو اثرآفریں بناتا ہے اور ہمارا اپنا خصوصی سماجی بندوبست انتظامی سیاق و سباق دیتا ہے۔ مندرجہ ذیل سنگ میل مقرر کئے ہیں۔

منصوبہ بندی اور عملدرآمد کے درمیان خلا کیوں؟

یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں تھا کہ عوامی آراء کے سروے کی بنیاد پر بنائے گئے معلوماتی سانچے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عوام شدت سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ اصل منصوبے شہریوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے سے قاصر تھے۔ اس احساس کی وضاحت یہ کہہ کر کی جاسکتی ہے کہ ان منصوبوں پر کبھی بھی پوری طرح عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ اس لئے منصوبہ بندی کرنے والوں کو الزام دینا بے سود ہے۔ لیکن ایک یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں مختلف نسلیں اور قومیں آباد ہیں۔ کراچی ایک چھوٹا پاکستان ہے جو ان سب کی نمائندگی کرتا ہے۔ مختلف زبان و نسل کی یہ آبادیاں اپنی سماجی معاشی خصوصیات کی حامل ہیں جو نچلے متوسط آمدنی والے طبقے سے تعلق رکھنے والوں میں زیادہ نمایاں ہیں۔ طرز زندگی اور رہائش میں ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ شاید ایک خاص کمیونٹی کے لئے رہائشی سہولتوں کو ترقی دیتے وقت انجینئرنگ اور تکنیکی تعلق سے قطع نظر سماجی معاشی عوامل کو بھی مدنظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ زیادہ تر رہائشی منصوبے ان افراد کے کردار، سماجی و خاصیتوں کی عکاسی نہیں کرتے جو ان میں رہائش اختیار کرتے

کراچی میں مختلف نسلیں اور قومیں آباد ہیں، ان کا طرززندگی اور رہائش ایک دوسرے سے مختلف ہے، زیادہ تر رہائشی منصوبے ان افراد کے کردار، سماجی اور ثقافتی خاصیتوں کی عکاسی نہیں کرتے جو ان میں رہائشیں اختیار کرتے ہیں

ہیں۔ یہاں سوچ و بچار کیا جاسکتا ہے۔

اکثر اوقات پلاٹ اور مکانات کو مختص کرنے کے عمل کے دوران لاتعداد رکاوٹوں کا سامنا ہوتا ہے بہت سی رہائشی اسکیمیں ابتداء میں ہی ناکام ہوگئیں کیونکہ پلاٹ/مکان کو مخصوص کرنے میں گڑبڑ کی گئی اور اس پر ناجائز قابضین نے قبضہ کرلیا اور ضرورت مند رہائشی کو کھڈے لائن لگادیا گیا۔

رہائشی قرضوں کی تقسیم بھی اس شعبے میں افزائش کو متحرک کرنے میں ناکام رہی ہے۔ جسکی وجہ سے قرضے کے عمل، معاشرتی، سماجی، معاشی رجحانات اور حق انتخاب سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیتوں کے درمیان عدم مطابقت ہے۔

ترقی اور نظام کا انتظام

اس حقیقت کے بارے میں دو آراء نہیں ہوسکتیں کہ ہمارے ملک میں شہری انتظامی نظاموں نے اپنی کارکردگی کی صلاحیتوں میں ترقی پسندانہ تنزلی کا اظہار کیا ہے۔ اہم شہری خدمات مثلاً پانی/ سیوریج، کوڑے کرکٹ کو ٹھکانے لگانے کا کام وغیرہ سبھی مسلسل حالت فرسودگی میں ہیں۔ اہلیت کے ساتھ کام کرنے کے سرکاری نظاموں کی غیر موجودگی میں شہری معاملات کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہیں یہ ایک ایسی مشق ہے جو اگر ذمہ دار اداروں، گروپوں کی پیشہ ورانہ نگرانی کے بغیر ہو تو اس کا نتیجہ نظاموں اور خدمات کے ناجائز استعمال کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہ عمل سرکاری ایجنسیوں کی قانون کی بالادستی کو منصوبے یا کوتاہی سے قائم رکھنے میں ناکامی کے باعث مزید خراب ہوتا ہے۔

حکومت کے کردار میں بالیدگی کی ضرورت

یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں بھی جہاں شہریوں کی خرچ کرنے کی سطحیں ہمارے مقابلے میں بہت زیادہ بلند ہیں۔ شہری ترقی میں پبلک ہاؤسنگ ایک مقبول اور کامیاب کڑی ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ ایک ایسا ہی ملک ہے تو پھر ہم نجی شعبے پر اتنا زیادہ انحصار کیوں کرتے ہیں؟

حکومت اس عمل کو آسان بنانے کے لئے مختلف اقدامات اٹھاسکتی ہے جن میں زمین کی قیمت میں کمی اور سائٹ پر بنیادی ڈھانچے کی دستیابی کے بعد متوقع خریداروں کو پلاٹوں کی پیشکش شامل ہیں۔ ترقی کے مختلف نمونوں کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ غریب اور متوسط آمدنی رکھنے والے گروپوں کے لئے اورنگی پائلٹ پروجیکٹ ماڈل کی مثال سامنے ہے۔

اختتامی یادداشت

فراست، دوراندیشی و بصیرت کے بغیر منصوبہ بندی، علم، وضاحت اور صفائی کے بغیر انتظام اور انصاف و اصولوں کے بغیر قواعد و ضوابط ہمیں ایک کے بعد ایک منصوبہ بندی اور ترقی کی تباہی کی جانب لے گئے ہیں۔ ہم صرف اپنی غلطیوں سے سبق سیکھ کر، اپنی بصیرت کو وسعت دے کر اور اپنے طریقہ کار میں شفاف عمل اور قانون کی حکمرانی کو یقینی بنا کر شہریوں کی مدد اور تعاون حاصل کرکے ہی اس رجحان کو تبدیل کرسکتے ہیں۔

شہری برائے بہتر ماحول یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس کے پاس تمام جوابات ہیں لیکن اس تجزیاتی مشق کے پس منظر یقینی طور پر وہ سوالات اٹھا سکتا ہے جنہیں ہم سب کو کم از کم وقت میں سمجھنے اور جواب دینے کی ضرورت ہے۔ اس مطالعے کے منتظم جناب فرحان انور رکن شہری سی بی ای ہیں۔

کوبہ
(COCOON)

ایک آدمی کو تتلی کا کوبہ ملا

ایک دن ایک آدمی کو کوبہ ملا جس میں ایک چھوٹا سا سوراخ تھا وہ گھنٹوں تتلی کو اس سے سوراخ سے نکلنے کی شدید جدوجہد کرتے دیکھتا رہا۔ پھر ایسا محسوس ہوا کہ سوراخ بڑا نہیں ہوگا تتلی جتنی کوشش کرسکتی تھی کرچکی۔ اور اب وہ مزید کچھ نہیں کرسکتی۔ یہ دیکھ کر اس آدمی نے تتلی کی مدد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے قینچی سے کوبے کے بقیہ حصے کو کاٹ دیا۔

تتلی آسانی سے باہر آگئی

پھر تتلی اپنے کوبے سے باہر آسانی سے تو آگئی لیکن اس کا جسم سوجا ہوا تھا اور اس کے پر بہت چھوٹے اور مڑے تڑے تھے۔ آدمی تتلی کی نگرانی کرتا رہا۔ کیونکہ اسے امید تھی کہ کسی وقت بھی تتلی کے پر بڑے ہوکر پھیل جائیں گے اور اس کے جسم کو سہارا دے سکیں گے اور سوجا ہوا اس کا جسم وقت کے ساتھ سکڑ کر اپنی اصلی حالت میں آجائے گا۔ لیکن حقیقتاً ایسا کچھ بھی نہیں ہوا کیونکہ تتلی نے اپنی بقیہ زندگی اپنے سوجے ہوئے جسم اور مڑے تڑے پروں کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے گزاری۔

وہ کبھی اڑنے کے قابل نہیں ہوئی

وہ آدمی اپنی مہربانی اور جلدی میں اس بات کو سمجھ نہیں سکا کہ کوبے کو پابند کرنا اور جدوجہد کرنا خدائی طریقہ کار ہے۔ کوبے کے چھوٹے سے سوراخ سے باہر نکلنے کی جدوجہد کرنے سے تتلی کے جسم سے مائع نکل کر اس کے پروں میں جانے پر مجبور ہوتا ہے تاکہ وہ مضبوط اور بڑے ہوسکیں اور جب تتلی اپنے کوبے سے آزادی حاصل کرلے تو پرواز کے لئے پوری طرح تیار ہو۔

کبھی کبھی ہمیں اپنی زندگی میں جدوجہد کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اگر خدا ہمیں اپنی زندگی کو رکاوٹوں کو عبور کئے بغیر پھلنے پھولنے کی اجازت دے دے تو ہمیں اپاہج بنادے گی۔ ہم کبھی بھی اتنے مضبوط نہیں ہوں گے جتنا کہ ہم ہوسکتے ہیں۔ اور ہم کبھی پرواز نہیں کرسکتے۔

حنیف اے ستار
رکن انتظامی کمیٹی، شہری سی بی ای

شہری رپورٹ

کوڑے کرکٹ کا انتظام

کے ایم سی کا عندیہ کیا ہے؟

اسپتالوں کے فضلے کے لئے غلاظت سوز بھٹیاں!

چند برس قبل بلدیہ عظمیٰ کراچی نے دو غلاظت سوز بھٹیوں کو درآمد کرنے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ کراچی شہر کے اسپتالوں کے کوڑے کرکٹ کا خاتمہ کیا جاسکے۔

یہ ایک قابل ستائش پیش قدمی تھی کیونکہ اسپتالوں کا کوڑاکرکٹ اپنے زہریلے مواد کے باعث خصوصی کوڑاکرکٹ سمجھا جاتا ہے۔ جس سے نمٹنے کے لئے گھریلو کوڑے کرکٹ کے مقابلے میں خصوصی طریقہ کار کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے شہر بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ پورے ملک میں یہ عالم ہے اسپتال کے کوڑے کرکٹ کو بھی عام گھریلو فضلے کی مانند سمجھا جاتا ہے۔ اسپتال کا خطرناک کوڑاکرکٹ جس میں لیبارٹری کا کوڑا اور سرنجیں وغیرہ بھی شامل ہوتی ہیں گلیوں اور سڑکوں پر بکھرا نظر آتا ہے اور اس سے کسی بھی قسم کا جسمانی رابطہ تباہی و بربادی کے نتائج کا باعث بن سکتا ہے۔

چند ایک اسپتالوں مثلاً آغا خان اسپتال، کڈنی سینٹر اور سول اسپتال وغیرہ میں غلاظت سوز بھٹیاں نصب ہیں۔ ان کے علاوہ کسی بھی بڑے طبی ادارے نے اس مسئلے کو موثر طور پر نمٹنے کے لئے کسی قسم کی کا مثبت قدم نہیں اٹھایا ہے۔

شہر میں دو غلاظت سوز بھٹیاں نصب کرنے کا کے ایم سی پروجیکٹ چند برسوں تک معطل رہنے کے بعد آخرکار اب حقیقت کا روپ دھارنے میں کامیاب ہوگیا ہے کیونکہ اب غلاظت سوز بھٹیاں اور متعلقہ بنیادی ڈھانچے اپنی جگہ نصب ہوچکے ہیں۔ محسوس تو ایسا ہوتا ہے کہ درست سمت میں ایک قدم اٹھایا گیا ہے لیکن ہم اب بھی پروجیکٹ کے موثر انتظام اور عمل میں آنے کے مرحلے سے بہت دور ہیں۔

کوڑے کرکٹ سے نمٹنے کے لئے غلاظت سوز بھٹیوں کا انتخاب انتظامی سے زیادہ تیکنیکی ہے۔ کوڑے کرکٹ کے خاتمے کے منصوبوں یا تیکنیکی نوعیت کے کسی بھی قسم کے منصوبوں کا انتظام چلانے میں کے ایم سی کا ریکارڈ کتنا اچھا ہے؟ اس سوال کا اطمینان بخش جواب حاصل کرنا آسان نہیں ہے۔ اس سلسلے میں یہ معلوم کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ کیا کے ایم سی نے منصوبے کی کارکردگی کو یقینی طور پر محفوظ اور ماحول دوست بنایا ہے؟ خصوصاً" ہوائی اخراج کو مانیٹر کرنے کے سلسلے میں اس نے کوئی ٹھوس قدم اٹھایا؟ کیا وہ عملہ جو ان غلاظت سوز بھٹیوں کو چلانے کے انتظام اور نگرانی پر مامور ہے وہ اس کام کی قابلیت رکھتا ہے؟ اور کیا اس عملے کے اراکین کو مناسب تربیت دی گئی ہے؟

ملک بھر میں یہ عالم ہے کہ اسپتال کے کوڑے کرکٹ کو عام گھریلو فضلے کی مانند خیال کیا جاتا ہے، اسپتال کا خطرناک کوڑاکرکٹ جس میں لیبارٹری کا کوڑا اور سرنجیں وغیرہ شامل ہوتی ہیں گلیوں اور سڑکوں پر بکھرا نظر آتا ہے

شہری کے ایم سی سے یہ بھی معلوم کرنا چاہے گا کہ پلانٹ کو چلانے والے افراد کی صحت کے تحفظ کے لئے کون سے حفاظتی معیار اختیار کئے گئے ہیں یہ معلوم کرنا بھی دلچسپی کا حامل ہوگا کہ سندھ کا تحفظ ماحولیات کا ادارہ (SEPA) اس منصوبے میں کیا کردار ادا کرے گا کیونکہ پاکستان میں اسپتال کے کوڑے کرکٹ کو مانیٹر کرنے کے لئے کوئی معیار اور قواعد و ضوابط موجود نہیں ہیں۔

ایس پی سی اے کے ماہرین نے کن بنیادوں پر پروجیکٹ کو این او سی فراہم کیا اور اس بات کی کون ضمانت دے گا کہ ماحولیاتی اور صحت کے معیار کی ضروریات پوری کی گئی ہیں۔

کیا کے ایم سی کے حکام ہمیں اس منصوبے کے انتظامی عمل کے بارے میں بتانا پسند کریں گے یہ منصوبہ شہر کے جن اسپتالوں کو خدمات فراہم کرے گا ان کے ساتھ کس قسم کا انتظام اور باہمی عمل پلان وجود میں آیا ہے۔ کوڑاکرکٹ اپنے مقام سے کس طرح جمع ہوگا اور خاتمے کے مقام تک کیسے پہنچایا جائے گا۔ کیا اس عمل میں حفاظتی اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔

یہ تمام سوالات فطری طور پر ہمیں سب سے اہم سوال کی جانب لے جاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ کیا منصوبے کے لئے ماحولیاتی اثر کا کوئی اندازہ لگایا گیا ہے۔ اگر اس سوال کا جواب ہاں ہے تو پھر یہ رپورٹ کہاں ہے؟ اور لوگ اس کے وجود سے آگاہ کیوں نہیں ہیں؟

آخر میں ہم یہ بتانا چاہیں گے کہ شہری اصولی طور پر اس پیش قدمی کے لئے معاون و مددگار ہے لیکن اس کے لئے یہ حقیقت اطمینان بخش نہیں ہے کہ مذکورہ بالا تمام سوالات حل ہونے باقی ہیں۔ کیا کے ایم سی انتظامیہ یہ ضرورت پوری کرے گی اور عوام میں پائی جانے والی تشویش کو دور کرے گی۔

ٹائمز اسکوائر نیویارک

اس پر رونق علاقے میں عظمت رفتہ لوٹ آئی

سوانی چو

ٹائمز اسکوائر کاروبار اور شہر کے درمیان سرکاری و نجی شراکت داری کی ایک مثال ہے۔ ٹائمز اسکوائر مین ہیٹن نیویارک شہر کے وسط میں مرکزی کاروباری علاقہ ہے۔ بڈ (BID) ایک تنظیم اور مالیاتی میکنزم ہے جسے مالکان جائیداد اور تاجروں نے اپنی قدر و قیمت جانچنے کے لئے استعمال کیا اس کے لئے انہوں نے شہر کا ٹیکس جمع کرنے والی قوت کو استعمال کیا۔ چنانچہ معاشی ترقی کے لئے ایک قابل اعتبار ذریعہ فنڈ تخلیق ہوا۔ دی ٹائمز اسکوائر بڈ تو بہتوں میں سے ایک ہے۔

تاریخی پس منظر

اس صدی کے آغاز میں اس علاقے میں زندگی کی چہل پہل اس وقت بڑھی جب ۱۹۰۴ء میں یہاں سب وے تعمیر ہوئی۔ نیویارک ٹائمز یہاں منتقل ہوا اور اسکوائر کو اپنا نام دیا۔ ۴۲ویں اسٹریٹ پر بہت سے تھیٹر تعمیر ہوئے۔ ۱۹۴۰ء اور پچاس کے عشروں میں علاقے نے نمایاں تفریحی مرکز کی حیثیت سے اپنا مقام کھو دیا کیونکہ فلم ریڈیو اور پھر ٹیلی ویژن تفریح کے مقبول ذرائع بن گئے تھے۔ ۱۹۷۰ء کے عشرے تک خوبصورت قدیم تھیٹر کامیڈی شوز، عریاں فلموں اور دیگر تفریحات کا گھر بن گئے۔ یہ علاقہ شہری تباہی اور روگ کا نشان بن گیا۔ جہاں سڑکوں پر منشیات اور عصمت فروشی، سیاحوں اور صارفین کو دور رکھتی اور جرائم کو دعوت دیتی تھی۔ چنانچہ صورتحال مزید بدتر و بوسیدہ ہوگئی تاریخی محلے کو مزید تنزلی سے روکنے کے لئے نجی و سرکاری ذرائع ناکافی تھے لیکن ایسی بات نہیں تھی کہ کوششوں میں کمی آئی ہو۔ ۱۹۸۰ء میں شہر اور ریاست نے مل کر ۴۲ویں اسٹریٹ پر ترقیاتی منصوبے کو قائم کیا۔ جس نے تجویز پیش کی ۴۲ویں اسٹریٹ پر واقع نو تاریخی تھیٹروں کی از سرنو آرائش کرکے ٹائمز اسکوائر کی عظمت رفتہ کو اجاگر کیا جائے۔ یہاں چار تجارتی عمارات کی تعمیر اور ایک تجارتی مال کی مارکیٹ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ خیال یہ تھا کہ اس علاقے میں سرکاری رقم کی یہ سرمایہ کاری ڈیولپرز اور کاروبار کے لئے پرکشش ثابت ہوگی اور اس کے کردار کی "اصل روح" اس کے تھیٹروں کو بھی محفوظ رکھا جاسکے گا۔

لیکن ۱۹۸۹ء میں جائیداد کے لین دین کا کاروبار دیوالیہ ہوگیا اور ریاستی منصوبے کو غیر معینہ مدت کے لئے روک دیا گیا۔

ٹائمز اسکوائر بڈ کا قیام

اس تناظر میں نجی جائیداد اور کاروبار کے مالکان نے کچھ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ٹائمز اسکوائر کی بڑی صنعتوں مثلاً دی نیویارک ٹائمز، تھیٹر کے مالکان اور ہوٹل و ریستوان چلانے والوں کے نمائندوں نے مل کر ایک کمیٹی بنائی جس نے بزنس امپرومنٹ ڈسٹرکٹ (بی آئی ڈی) کے لئے ایک پلان بنایا۔ جو شہر اور ریاست کی جانب سے ۱۹۸۲ء میں پاس ہونے والے قانون سے مطابقت رکھتا تھا نیویارک اور پورے امریکہ میں بہت سی بڈز موجود ہیں نیویارک شہر میں ہی اس وقت ۳۹ بڈز ہیں۔ خصوصاً" یونین اسکوائر کی بڈ شہر کے اس حصے کی صفائی میں کامیابی سے مددگار ثابت ہوئی۔

کمیٹی نے ایک ڈسٹرکٹ پلان (ضلعی منصوبہ) تخلیق کیا جس میں حدود، خدمات اور بہتری کی گنجائش کو اجاگر کیا گیا۔ بجٹ اور تشخیص و اندازے لگانے کے طریقہ کار کی وضاحت کی گئی ممبرشپ اور ڈائریکٹروں کے بورڈ کی ترتیب کی بھی نشاندہی کی گئی کمیٹی نے حدود کے اندر واقع ہر مالک جائیداد، تاجر اور رہائشی سے رابطہ کیا اور انہیں اس عمل کے بارے

میں پوری معلومات سے آگاہ کیا اور انہیں مجوزہ بڈ (BID) کے بحث و مباحثے میں پوری طرح شریک کیا۔ پھر رائے دہندوں کی اکثریت نے اس بڈ (BID) کی منظوری دی جو مقامی کمیونٹی بورڈ، شہری منصوبہ بندی کمیشن اور شہری کونسل پر مشتمل تھی۔ جولائی ۱۹۹۱ء میں میئر ڈیوڈ ڈنکنز نے ٹائمز اسکوائر بڈ (BID) کو قائم کرنے کے لئے ایک پانچ سالہ معاہدے پر دستخط کئے جس کا سالانہ بجٹ تقریباً ۶ ملین ڈالر تھا۔ بڈ ایک آزاد اور جلد منافع بخش ادارہ ہے۔ وہ ایک ایسا کنٹریکٹر ہے جو ٹیکس کی تشخیص و اندازہ لگانے کی شہر کی قوت و ...ت کے بدلے میں اضافی خدمات فراہم کرتا ہے۔

ٹائمز اسکوائر بڈ کے لئے تشخیص و اندازوں کی بنیاد جائیداد کی قدر و قیمت ہیں جن کا تعین شہر کا شعبہ مالیات کرتا ہے تشخیص و اندازے کی شرح سال بہ سال ...رر نہیں کی جاتی بلکہ بڈ کا جاری بجٹ معین ہوتا ہے اور وہ اعداد و شمار اندازہ کی ہوئی کل قیمت سے تقسیم کردیئے جاتے ہیں تاکہ کسی ایک شرح پر پہنچا جاسکے۔ تشخیص و اندازہ لگانے کی اس شکل نے جائیداد کے مالکان کو بڈ چلانے کے اخراجات میں برابری کی شرکت کو ممکن بنا دیا ہے۔ رہائشی مالکان ایک ڈالر سالانہ ادا کرتے ہیں کیونکہ وہ منافع کے لئے نہیں ہوتے اس لئے محصول کی تشخیص سے خارج ہوتے ہیں۔ شہر بڈ کی تشخیص کو کسی معاوضہ کے بغیر جمع کرتا ہے اور پھر اسے بڈ کو دے دیتا ہے۔

ٹائمز اسکوائر بڈ کے ڈائریکٹروں کا بورڈ ہر دوسرے برس منتخب ہوتا ہے یہ بورڈ مالکان جائیداد، تجارتی کرایہ داروں، منتخب حکام کے نمائندوں، علاقے کے رہائشی اور کمیونٹی بورڈز پر مشتمل ہوتا ہے۔ نیویارک شہر کے تمام بڈوں کی نگرانی میں نیویارک شہر کا شعبہ کاروباری خدمات کرتا ہے۔

ٹائمز اسکوائر بڈ کی فراہم کردہ خدمات:

جب یہ بڈ قائم ہوا تو بورڈ کے ڈائریکٹروں کے سامنے علاقے کے پانچ بڑے مسائل تھے مثلاً عوامی تحفظ، صفائی، علاقے میں عصمت فروشوں کا حد درجہ ارتکاز، بے گھری کے مسئلے کے ساتھ ٹائمز اسکوائر کے بارے میں یہ عوامی تصور بھی تھا کہ وہ غیر محفوظ، غلیظ اور عصمت فروش ڈسٹرکٹ ہے۔ ۶ ملین ڈالر کے بجٹ کا نصف سے زیادہ حصہ تحفظ و صفائی کے لئے مختص کیا گیا۔ عوامی تحفظ کے ۴۵ افسران صبح ساڑھے نو بجے سے آدھی رات تک سڑکوں پر چکر لگاتے ہیں۔ وہ یونیفارم میں ہوتے ہیں۔ لیکن اسلحے سے لیس نہیں ہوتے ان کا شعبہ پولیس سے ریڈیائی رابطہ رہتا ہے۔ وہ سیاحوں کو علاقے کے بارے میں مختلف معلومات فراہم کرکے سفیر کے فرائض بھی سرانجام دیتے ہیں۔

صفائی کرنے والے ۵۰ کارکن صبح چھ بجے سے رات دس بجے تک بغلی راستے صاف کرتے ہیں وہ شہر کے شعبہ صفائی سے رابطہ رکھتے ہیں تاکہ جہاں بھی صفائی کا کوئی مسئلہ درپیش ہو اسے فوری حل کریں اور کوڑے کرکٹ کو زیادہ موثر و اہلیت کے ساتھ اکٹھا کریں۔ وہ علاقے کو صاف و چمکتا دمکتا رکھنے کے لئے گلیوں و سڑکوں کے فرنیچر پر رنگ و روغن کرتے ہیں اور دیواروں وغیرہ پر لکھے ہوئے نعروں اور پیغامات وغیرہ بھی صاف کرتے ہیں۔

ایڈووکیسی کے میدان میں بھی بڈ کمیونٹی کے مفادات کے لئے زوردار آواز بن چکا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی کہا گیا ہے کہ عصمت فروشوں کا حد درجہ ارتکاز ایک بہت بڑا مسئلہ تھا جس کا سامنا کاروبار کو بھی تھا۔ جب بڈ نے کام شروع کیا تو عصمت فروشی کے ۴۷ مراکز تھے۔ بڈ نے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے اس ارتکاز کے ثانوی اثرات کا تحقیقی مطالعہ کیا اور پتہ چلایا کہ آٹھویں ایونیو پر جہاں عصمت فروشی کی سب سے زیادہ دکانیں تھیں وہیں جرائم کی شرح سب سے زیادہ اور جائیداد کی قیمت سب سے کم ہے۔ اس ثبوت کے ساتھ بڈ نے شعبہ شہری منصوبہ بندی کے ساتھ کام کیا اور ایک علاقائی قانون (زوننگ لاء) بنانے پر زور دیا تاکہ عصمت فروشی کی دکانوں کو ایک دوسرے سے پانچ سو فٹ دور رکھا جاسکے۔ یا وہ اسکول، عبادت گاہوں یا رہائشی علاقے میں ایک دوسرے سے پانچ سو فٹ دور رہیں۔ یہ قانون ۱۹۹۵ء میں پاس ہوا۔ جسے عدالتوں نے بھی برقرار رکھا۔ چنانچہ شہر میں یہ قانون ۱۹۹۸ء کے موسم گرما سے لاگو ہوگیا۔

بے گھری کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے بڈ نے پہلے چند برسوں میں ایسے سو بے گھر افراد کی نشاندہی کی جو ٹائمز اسکوائر کی گلیوں اور سڑکوں پر سوتے اور رہتے تھے۔ ان مستقل بے گھر افراد کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے بڈ نے ٹائمز اسکوائر کنسورشیم برائے بے گھر افراد کا پروگرام شروع کیا۔ اس پروگرام کو ٹی ایس سی بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے لئے وفاقی اور ریاستی حکومت نے فنڈز فراہم کئے۔ ٹی ایس سی کا عملہ سڑکوں پر بے گھر افراد تک پہنچتا اور ان سے تعلق و رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتا۔ انہیں اس بات پر آمادہ کرتا کہ وہ ان کے ساتھ بیڈ روم پر مشتمل مرکز میں آئیں جہاں عملہ ان کے ساتھ مل کر انہیں گھر میں رہنے کے لئے آمادہ کرتا۔ اس میں منشیات اور شراب نوشی کی عادت سے چھٹکارا حاصل کرنے اور ذہنی بیماری کے لئے دوائیں اور کونسلنگ بھی شامل ہے۔ "ٹائمز اسکوائر ڈیلیورز" عطیات کی تقسیم کا ایک منصوبہ ہے جس کا خالق بڈ ہے۔ یہ منصوبہ ان افراد اور اداروں کے درمیان نقل و حمل کا خلا پر کرتا ہے۔ جن کے پاس عطیہ دینے کے لئے سامان ہوتا ہے اور وہ سماجی خدمات کے ادارے جنہیں ان کی ضرورت ہوتی ہے۔ بڈ نوجوانوں اور تعلیم میں بھی مختلف پیش قدمیاں کر رہا ہے۔ جس میں چھٹیوں کے دوران طالب علموں کے لئے ملازمت شامل ہے۔ ٹائمز اسکوائر کا منفی تصور لوگوں اور معیشت کی علاقے میں دوبارہ واپسی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تھا۔ بڈ نے ترقی دینے والی ایک بہت وسیع مہم کا ذمہ اپنے سر لیا تھا جو آج بھی جاری ہے۔ اس میں ٹائمز اسکوائر پر نئے سال کے موقعہ پر ہونے والے جشن کی تیاری۔ اسے محفوظ پرکشش اور کیمرے کے لئے دلکش بنانے

> **سرکاری اور نجی شعبے کے باہمی تعاون سے ٹائمز اسکوائر سے تمام آلائشیں صاف کردی گئیں، اب یہاں جرائم کی شرح میں پچاس فیصد کمی آگئی ہے اور یہ علاقہ محفوظ ہوگیا ہے**

کی ذمہ داری بھی شامل ہے۔ بڈ تھیٹر کی صنعت کی بھی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ براڈوے آف براڈوے پروڈیوس کرتا ہے۔ یہ ایک سالانہ کنسرٹ ہے جہاں براڈوے شو کی کاسٹ اپنے شوز کے گیت پیش کرتی ہے۔ بڈ ملاقاتیوں کا ایک مرکز بھی چلاتا ہے۔ جو سب وے کے پاس، بس اور کشتی کے دورے، بین الاقوامی اخبارات اور تھیٹر کے ٹکٹ فروخت کرتا ہے۔

ٹائمز اسکوائر کا معیشت اور جغرافیائی دلکشی پر اثرات

ان کوششوں کے نتیجے میں علاقہ یقینی طور پر صاف ہوگیا ہے۔ میئر کے صفائی اسکور کارڈ پر ٹائمز اسکوائر مسلسل نوے

جب بڈ علاقے کو صاف اور روشن بنا رہا تھا تو ریاست ۴۲ ویں اسٹریٹ پر ترقی لانے میں مصروف تھی

فیصد یا بہتر کی شرح پر دکھائی دیتا ہے۔ اب علاقہ اتنا محفوظ ہے کہ ۱۹۹۳ء اور ۱۹۹۸ء کے درمیان جرائم کی شرح ۵۰ فیصد کم ہوگئی ہے۔ جرائم میں یہ کمی حقیقی ہے اور اعداد و شمار کا ادھر ادھر ہونا نہیں ہے۔

معاشی طور پر ٹائمز اسکوائر ترقی کی راہ پر ہے۔ جائیداد کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوا ہے۔ ہوٹلوں میں ۸۰ سے ۸۵ فیصد کمرے پر ہونے کی رپورٹ ہے اور کم سے کم تین ہوٹل اور تعمیر ہو رہے ہیں۔ تھیٹر کی صنعت نے ۱۹۹۶ء سے ہر سال زیادہ سے زیادہ لوگوں کی آمد کا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ گزشتہ برس انہوں نے ۱۱ ملین ڈالر کے ٹکٹ فروخت کئے تھے۔ ٹائمز اسکوائر پر سپر سائن نے علاقے کی معاشی قوت میں اضافہ کیا ہے۔ ان میں سے کچھ تو دو ملین ڈالر سالانہ کرایہ ادا کرتے ہیں۔

بڈ اس معاشی سرگرمیوں کا سہرا مشکل سے اپنے سر باندھتا ہے۔ لیکن وہ اس میں میئر، پولیس، شعبہ صفائی اور خصوصاً" نجی مالکان جائیداد اور ڈیولپرز کو شریک کر سکتا ہے۔ جب بڈ علاقے کو صاف محفوظ اور روشن بنا رہا تھا تو ریاست ۴۲ ویں اسٹریٹ پر وسیع پیمانے پر ترقی لانے میں مصروف تھی۔

گزشتہ پانچ برسوں میں ٹائمز اسکوائر نے نیویارک کے تفریحی مرکز کی اپنی حیثیت دوبارہ حاصل کرلی ہے۔ اسی دوران وہ زیادہ روایتی مالیاتی انشورنس اور قانونی فرموں کا محل وقوع بھی بنا گیا۔ جس کا نتیجہ عظیم تنوع اور علاقے میں طویل المدت صحت کے بہتر مواقع کی صورت میں نکلا۔

(سوانے چو ٹائمز اسکوائر امپرومنٹ ڈسٹرکٹ نیویارک سٹی کے لئے کام کرتے ہیں)

بقیہ ⇦ امن کانفرنس

ہیگ کے عام شہریوں نے اس کانفرنس میں اس طرح حصہ لیا کہ ان کی طرف سے یہ پیشکش تھی کہ جنوبی دنیا سے جو مندوبین اور نوجوان کانفرنس میں شرکت کے لئے آئیں گے وہ انہیں اپنے گھروں پر ٹھہرائیں گے۔ اس طرح وہ کانگریس سینٹر میں موجود نہ ہونے کے باوجود امن کانفرنس میں شریک تھے۔ کانگریس سینٹر میں ہوم اسٹیز (Home Stays) کے لئے خصوصی کاؤنٹر قائم کیا گیا تھا جو کانفرنس کے آخری روز تک سرگرم عمل رہا۔

اس کانفرنس میں ۱۰۰ سے زائد ملکوں کے نمائندوں اور سرکاری عہدیداروں اور کمیونٹی کے لیڈروں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں اکیسویں صدی میں امن ثقافت کے فروغ اور جنگ ختم کرنے کے لئے ۴۰۰ ورکشاپس اور مباحثے ہوئے۔

کانفرنس کے منتظمین اور شرکاء کی رائے میں یہ کانفرنس گزشتہ عشرے کے دوران اقوام متحدہ کے تحت منعقد کئے جانے والے سمٹس (Summits) سے زیادہ اہم ثابت ہوگی کیونکہ ہیگ کانفرنس کا اہتمام حکومتوں کی بجائے سول سوسائٹی نے کیا تھا۔ اس کانفرنس کے انعقاد کے لئے اقوام متحدہ کو حکومتوں کی طرف سے امید افزا جواب نہیں ملا تھا۔ اسی لئے عوام نے اس کا انتظام کرنے کا پروگرام بنایا اور حکومتوں کو یہ باور کروایا کہ سول سوسائٹی امن کے بارے میں سنجیدہ ہے اور جنگ سے تنگ آچکی ہے۔ توقع ہے کہ کانفرنس کے مباحثوں کا نچوڑ اقوام متحدہ میں صدی کے آخری جنرل اسمبلی اجلاس میں پیش کیا جائے گا۔

(ش۔ فرخ آئی پی سی فیچر سروس کی ایڈیٹر ہیں)

بقیہ ⇦ این جی اوز

گروہوں کی ضرورتوں اور مسائل سے نمٹنے کے لئے نئی راہیں تخلیق کرنا ہے۔

انسانی وسائل کا ارتقاء

عام طور پر اسے خودمختاری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان سرگرمیوں کا محور اکثر پسماندہ افراد یا کیمونٹی کی انسانی قابلیت اور مہارتوں کی تعمیر ہوتا ہے شعور اور آگاہی پیدا کرنے اور ضرورتوں کی نشاندہی میں شریک ہونے کے قابل بنانے ان سے نمٹنے کے لئے عملی اقدامات اٹھانے اور ترقی کے عمل کو اپنانے کے لئے مختلف طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔

یہ سرگرمیاں اکثر تحقیقی سرگرمیوں، عوامی آگاہی کی حرکت پذیری، مہم بازی اور تبدیلی یا اصلاحات کی وکالت کرنے پر تعمیر ہوتی ہیں۔ بہت سی این جی اوز یہ مذکورہ اہم سرگرمیاں انجام دے رہی ہیں۔

(خطیب احمد۔ رکن انتظامی کمیٹی شہری سی بی ای)

بقیہ ⇦ شہری سرگرمیاں

شہری کے جناب حنیف ستار اور جناب خطیب احمد طارق روڈ پر ٹریفک کے انتظام اور تجاوزات کے خاتمے کے معاملات کو دیکھنے والی ٹاسک فورس کا حصہ ہیں۔

۱۹۹۸ء کی سالانہ رپورٹ کو اپنانے کی تجویز جناب کیقباد ڈنشا نے پیش کی تھی جو شہری کے رکن ہیں۔ جن کی تائید شہری کے ایک دوسرے رکن جناب چودھری نثار نے کی۔

۱۹۹۸ء کی آڈٹ رپورٹ شہری کے خزانچی جناب خطیب احمد نے پیش کی اسے قبول کرنے کی تجویز شہری کے رکن جناب امین ہارون نے پیش کی اور تائید ایک اور رکن شہری عامرہ جاوید نے کی۔

آڈیٹر کی تقرری اور ۱۹۹۹ء کے لئے ان کے معاوضے کا فیصلہ (۱۹۹۸ء کے مطابق) کیا گیا۔ تقرری کی تجویز شہری کے رکن جناب ڈیرک ڈین نے پیش کی تھی ۱۹۹۹ء کے لئے شہری کی سالانہ فیس (شہری کی ممبرشپ) ۳۰۰ روپے سالانہ مقرر کی گئی۔ (اس سے زیادہ رقم بھی قبول کی جاسکتی ہے)

شہری کی ۲۰۰۰-۱۹۹۹ء سال کے لئے انتظامی کمیٹی کے اراکین کا انتخاب ہوا موجودہ اراکین نے شہری کی کارکردگی پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اس کے کام کو اور بہتر بنانے کے لئے تجاویز دیں۔

بقیہ ⇦ کے بی سی اے

xii) تاریخی دلچسپی یا ثقافتی و فنِ تعمیر کی اہمیت کی حامل عمارات کے موثر تحفظ اور بحالی کے لئے مشورے دینا۔

xiii) آرڈی نینس کے تحت فرائض سرانجام دینے والی کسی بھی ٹاسک فورس، مشیروں، ماہرین یا اشخاص سے رابطہ و تعاون کرنا۔

xiv) تعمیری پلان اور لے آوٹ کے لئے قوانین/ قواعد و ضوابط/ تجاویز دینا

xv) اسے یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی یا نظرانداز کرنے والے یا بدعنوانی میں ملوث افسر یا کارکن کے خلاف تادیبی کارروائی کرے۔ یہ کمیٹی حکومت کو مذکورہ فرد کے خلاف شکایت بھیجے گی جس پر کمیٹی کے کم سے کم پانچ رکن دستخط کریں گے۔ شکایت وصول ہونے کے پندرہ دن کے اندر بدعنوان افسر یا کارکن کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کی پابند ہوگی۔

xvi) اتھارٹی کے فرائض کی انجام دہی کو یقینی طور پر شفاف بنانے کی کوشش کرنا اور عوام کو مطلوبہ معلومات کی دستیابی کو یقینی بنانا۔

xvii) اپنے فرائض کو موثر طور پر سرانجام دینے اور اپنے اختیارات کے استعمال کے لئے کمیٹی جو قدم بھی ضروری سمجھے گی اٹھائے گی۔

۲) جو الفاظ بھی یہاں استعمال ہوئے ہیں ان کے معنی وہی ہیں جو آرڈی نینس اور قواعد میں دیئے گئے تھے۔

۳) چیف کنٹرولر آف بلڈنگ کمیٹی کے عہدیدار سیکریٹری ہوں گے۔

۴) کمیٹی مہینے میں کم سے کم ایک بار مقررہ تاریخ و دن پر ملے گی۔

۵) کمیٹی کی ایک میٹنگ کا کورم چار اراکین بنا سکتے ہیں۔ اگر چیئرمین کمیٹی میٹنگ میں شریک ہونے سے قاصر ہو تو اراکین اپنے درمیان میں سے کسی ایک رکن کو میٹنگ کے لئے چیئرمین چن سکتے ہیں۔

۶) میٹنگ میں سادہ اکثریت سے فیصلے ہوں گے۔ اگر ووٹ برابر ہوں تو چیئرمین کا دوسرا یا کاسٹنگ ووٹ ہوگا۔

۷) سیکریٹری میٹنگ کی تمام کارروائی کا مناسب ریکارڈ رکھے گا اور اس کی کاپیاں تمام اراکین کو ایک ہفتے کے اندر مہیا کرے گا۔ اگر سیکریٹری کو میٹنگ کی کارروائی لکھنے اور ریکارڈ رکھنے میں ناکامی ہو تو کمیٹی کا کوئی دوسرا رکن یہ فرض سرانجام دے سکتا ہے۔ لیکن ایسا کرنے سے پہلے میٹنگ میں شریک اراکین کی اکثریت کی منظوری لینی ضروری ہے۔

۸) کمیٹی کے اراکان اتھارٹی، اس کے مقام اور ملازمین سے اتھارٹی کے فرائض سے متعلق تمام معاملات کے بارے میں معلومات اور تعاون حاصل کرنے کے مجاز ہیں۔ اگر انہیں مذکورہ تعاون حاصل کرنے یا معلومات کے حصول میں ناکامی ہو یا جھوٹی، غلط یا گمراہ کن معلومات فراہم کی جائیں تو کم سے کم چار اراکین کی تحریری شکایت پر متعلقہ حکام یا ملازمین کے خلاف حکومت تادیبی کارروائی کرے گی۔

۹) اتھارٹی کمیٹی کے سامنے سہ ماہی رپورٹ پیش کرے گی جس میں اپنی کامیابیوں و ترقی کی تفصیلات کے ساتھ یہ بھی بتایا جائے گا کہ اپنے ہدف کے حصول میں اگر کوئی ناکامی ہوئی ہے تو اس کے اسباب کیا ہیں؟

۱۰) کمیٹی کی جانب سے اتھارٹی یا حکومت یا کسی بھی متعلقہ ایجنسی کو دی جانے والی تجاویز، سفارشات و خیالات اس نوٹیفیکیشن کے تحت دیئے گئے اختیار کے تحت تحریری شکل میں ہونے چاہئیں۔

۱۱) حکومت، اتھارٹی یا ایجنسی ان تجاویز، سفارشات و خیالات کی وصولی کے پندرہ دن کے اندر انہیں یا تو تسلیم کرکے اپنا لے گی انہیں ردوبدل کے بعد اپنائے گی۔

۱۲) حکومت، اتھارٹی یا ایجنسی ان تجاویز، سفارشات و خیالات کی وصولی کے بعد یہ فیصلہ کرے گی کہ انہیں قبول کیا جائے یا نہیں اور اگر قبول کیا جائے تو کیا جوں کا توں کرلیا جائے یا ان میں ردوبدل کیا جائے۔ وہ کمیٹی کے ارکان کی میٹنگ طلب کرکے اس بارے میں اتفاق رائے حاصل کرنے کی کوشش کرے گی کہ اگر اس میں ناکامی ہو تو وہ ان سفارشات، تجاویز اور خیالات کو رد کرنے کی وجوہ بیان کرے گی۔

۱۳) کسی رکن کے خلاف کسی قسم کی تادیبی کارروائی، مقدمہ یا قانونی کارروائی نہیں ہوسکتی کیونکہ اس نے جو کچھ بھی کہا یا کرنے کا ارادہ کیا اس میں اس کی نیک نیتی شامل تھی یا اس نے دیئے گئے اختیارات کو استعمال کیا۔

۱۴) اگر کوئی رکن کمیٹی کی رکنیت برقرار رکھنے کا خواہش مند نہ ہو تو وہ اپنا استعفیٰ حکومت کو پیش کرسکتا ہے۔

۱۵) اگر کوئی رکن کمیٹی کی تین میٹنگوں میں تسلسل کے ساتھ غیر حاضر رہے گا تو پھر اسے کمیٹی کا رکن نہیں سمجھا جائے گا۔

۱۶) اگر کمیٹی میں کوئی اسامی موت، استعفیٰ یا کم سے کم حاضری یا کسی اور وجہ سے خالی ہوگی تو حکومت اسے پر کرنے کے لئے نئے رکن یا اراکین کا انتخاب کرے گی اگر کمیٹی میں اپنی جگہ خالی کرنے والے رکن کا تعلق کسی خاص تنظیم سے ہے یا وہ خصوصی یا متعلقہ قابلیت کا حامل ہے تو اس کی جگہ حکومت جس فرد کا انتخاب کرے گی وہ اسی تنظیم یا قابلیت کا حامل شخص ہوگا۔

بقیہ ⇦ شہری انتظام

سوزا اور فرحان انور نے کی۔ جناب فرحان انور نے کراچی میں ٹھوس کوڑے کرکٹ کے انتظام پر ایک مقالہ پڑھا۔ نجی شعبے اور شہریوں کی شراکت کے لئے نظام کو وسیع کی راہ میں حائل مسائل بھی زیر بحث آئے۔ اس متحرک تبادلہ تجربات اور خیالات میں جن موضوعات پر بحث و مباحثہ کیا گیا وہ شہری کوڑے کرکٹ کے انتظام سے لے کر تعمیری ورثے کے تحفظ تک پھیلے ہوئے تھے۔

ریحانہ افتخار

ہماری زمین' ہمارا مستقبل' اسے بچایئے

گزشتہ ماہ پورے ملک میں عالمی یوم ماحولیات بڑے جوش وخروش سے منایا گیا اور شہر کراچی مین سرکاری و غیر سرکاری اداروں و تنظیموں کی جانب سے مختلف تقریبات کا انعقاد ہوا۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۹۷۲ء میں عالمی ماحولیات کا دن منانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسی دن اقوام متحدہ کا ماحولیاتی پروگرام قائم کرنے کے لئے بھی ایک قرارداد پاس کی گئی تھی۔ یو این ای پی نے اس برس کے لئے "ہماری زمین۔ ہمارا مستقبل۔ اسے بچایئے" کے موضوع کا انتخاب کیا ہے۔

سندھ کے تحفظ ماحولیات کے ادارے کی جانب سے ایک سیمینار ہوا جس میں بڑھتی ہوئی ماحولیاتی آلودگی کے بارے میں عوام کے ادراک کو اجاگر کرنے پر زور دیا گیا اور صنعتوں کو اپنے فضلے اور گندے آلودہ پانی کو صاف کرنے کے لئے ٹریٹ منٹ پلانٹس لگانے کے لئے کہا گیا۔ اس سیمینار میں طلباء کی ایک بہت بڑی تعداد نے بھی شرکت کی۔

مقررین نے سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا کہ وہ ترقی کے مخالف نہیں ہیں بلکہ وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ قدرتی ذرائع کا استعمال پائیدار طریقے پر ہوتا ہے کہ آنے والی نسلیں بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

سیمینار میں درختوں کی افادیت کو بھی اجاگر کیا گیا کہ درخت آلودگی کو کم کرتے ہیں۔ ہمارے ملک میں جنگلات کا رقبہ تقریباً" چار سے پانچ فیصد ہے۔ جس کو ۲۵ فیصد تک بڑھانے کے لئے ہر ممکن اقدامات کو اٹھانے کی ضرورت ہے۔ ہمارے ملک میں اس وقت فضا۔ زمین اور پانی تینوں ہی بری طرح آلودگی کا شکار ہیں اور اگر اس مسئلے سے نمٹنے کے لئے فوری طور پر اقدامات نہیں اٹھائے گئے تو مستقبل میں آنے والی نسلوں کو شدید قسم کے برے اثرات سے دوچار ہونا پڑے گا۔

سیمینار کے مقررین کا یہ بھی کہنا تھا کہ شہر میں گاڑیاں مضر صحت دھواں چھوڑتی ہیں۔ صنعتیں اپنے ٹھوس یا آبی فضلے کو خارج کرتی ہیں۔ لیکن کوئی بھی اس سلسلے میں قومی ماحولیاتی معیار کے پیمانے (NEQS) کا خیال نہیں رکھتا۔ شہری ادارے بھی سیورج اور ٹھوس کوڑے کرکٹ کو ٹھکانے لگانے کے سلسلے میں این ای کیو ایس پر عمل پیرا نہیں ہیں۔

مقررین نے گاڑیوں کے مالکان پر زور دیا کہ وہ اپنی گاڑیوں کے انجن کو بہتر حالت میں رکھیں تاکہ وہ کم سے کم آلودگی پیدا کرنے کا باعث بنیں۔ انہوں نے سیسے کی بڑھتی ہوئی سطح پر بھی اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ کیونکہ سیسے کی بڑھتی ہوئی سطح بچوں کے خوف میں مرکزی نروس سسٹم کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔

یہ سیمینار باغ جناح میں ہوا تھا جہاں شہر کے مختلف اسکولوں نے ۴۵ اسٹال لگائے تھے اور ماڈلز کی نمائش کی۔ کچھ ملٹی نیشنل اور این جی اوز نے بھی اپنے اسٹال لگائے تھے جنہیں شرکاء کی ایک بڑی نے بہت دلچسپی سے دیکھا۔

سیمینار سے سندھ ماحولیات کے سیکریٹری عبدالوحید پیرزادہ' سیکریٹری تعلیم سندھ مہتاب اکبر راشدی' ادارہ تحفظ ماحولیات سندھ کے ڈائریکٹر جنرل بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) اختر زمان' ڈاکٹر پرویز نعیم (آئی یو سی این) عبیداللہ بیگ اور دیگر افراد نے خطاب کیا۔

ماحولیاتی آلودگی کے بارے میں مضمون نگاری اور پوسٹر بنانے کے مقابلے میں کامیاب ہونے والوں میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔ انعامات حاصل کرنے والوں میں تنزیلا صدیقی' شازیہ عنادل' سیف اللہ شاہ' سمعیہ مظفر' ارم ماریہ ملک' تبت الزہرا' ثناء ملک' افشاں نور' حنا انور' آمنہ جبار' فائزہ مقبول' امتیاز شمس الدین' رضوان دانش' اقراء ضیاء اور شازیہ پروین شامل تھے۔ تین این جی اوز بھائی سوشل ویلفیئر ایسوسی ایشن۔ ہیومین فرینڈز ویلفیئر ایسوسی ایشن اور شاہ رخ باقی اور ان کے شاگردوں کو بھی انعامات دیئے گئے۔

بڑھتی ہوئی فضائی آلودگی کے خلاف پاکستان کرینٹ یوتھ آرگنائزیشن نے کراچی پریس کلب کے سامنے ایک احتجاجی مظاہرہ کیا مقررین نے حفاظتی ماسک پہن کر مظاہرین سے خطاب کیا اور

> تمام انسانی سرگرمیاں زمین کو متاثر کرتی ہیں اور زمین ہمیں متاثر کرتی ہے اس لئے ہر دن کو عالمی ماحولیات کا دن ہونا چاہئے

شہر میں بڑھتی ہوئی فضائی آلودگی کے خلاف متعلقہ اداروں کی ناکامی پر احتجاج کرتے ہوئے انسانوں پر فضائی آلودگی کے مضر صحت اثرات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی اور یہ بتایا کہ کراچی شہر کی ڈیڑھ کروڑ کی آبادی پر یہ آلودگی شدید قسم کے منفی اثرات ڈال رہی ہے بلکہ اس سے فطرت اور ہر زندہ شے متاثر ہو رہی ہے۔

یوم عالمی ماحولیات کے موقع پر ورلڈ وائیلڈ فنڈ (WWF) فار نیچر کی جانب سے ایک تین روزہ ماحولیاتی فلم فیسٹول منعقد ہوا۔ یہ موبائل فیسٹول تھا جس کا اہتمام ڈبلیو ڈبلیو ایف۔ یو ایس آئی ایس اور فورم [illegible]وائرمینٹل جرنلسٹس آف پاکستان نے کیا تھا۔ اس کا آغاز تو لاہور میں ٦ مئی کو ہوا تھا وہ پشاور اور کوئٹہ میں منعقد ہونے کے بعد کراچی پہنچا تھا۔ فیسٹول کا مقصد ٹیلی میڈیا کے ذریعے براڈکاسٹروں' پروفیشنل فلم بنانے والوں' اداروں اور عوام میں ماحولیات کا ادراک بڑھانا تھا۔

کراچی کے شہری تیزی سے بڑھتی ہوئی آلودگی کے ہاتھوں بری طرح پریشان ہیں۔ کیونکہ شہری زندگی تباہ ہو رہی ہے۔ خاص طور پر صنعتی علاقوں سے متصل آبادیاں فضائی' زمینی اور آبی آلودگی سے حد درجہ متاثر ہو رہی ہیں۔ سرکاری ذرائع کے مطابق بلدیہ کراچی کے پاس صنعتی [illegible] یا گھریلو گندے پانی کو قابل استعمال بنانے کے لئے سہولتیں موجود نہیں ہیں۔

پرانے شہر میں واقع نالوں میں گندے پانی کی سطح میں اضافہ ہو رہا ہے اور ساتھ ہی یہ نالے شہر میں پیدا ہونے والے تقریباً" ۲۰ فیصد ٹھوس کوڑے کرکٹ کو ٹھکانے لگانے کی جگہیں بن چکے ہیں۔

اس وقت شہر میں روزانہ تقریباً" ٦ ہزار ٹن ٹھوس کوڑا پیدا ہوتا ہے جس میں سے ۳ ہزار ٦ سو ٹن (٦٠ فیصد) کوڑا متعلقہ ضلعی بلدیاتی ادارے اٹھاتے ہیں اور بقیہ ۲۴ سو ٹن کوڑا روزانہ جمع ہی نہیں ہوتا اور ایسے ہی بکھرا رہتا ہے۔

بیشتر صنعتی یونٹس بھی اپنا فضلہ بلدیاتی نالوں میں ڈالتے ہیں اور بیشتر فیکٹریاں اپنی قریبی کھلی جگہوں کو اس مقصد کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ اس طرح بہت سے صنعتی یونٹس اور فضلے کو کھلے نالوں و گٹروں میں ڈالتے ہیں اور علاقے کے باسیوں کی صحت کے لئے مسائل کھڑے کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

آلودگی سے جو علاقے سب سے زیادہ متاثر ہیں ان میں لانڈھی' کورنگی اور سائٹ کے صنعتی علاقے ایم اے جناح روڈ' صدر' کھارادر' ٹاور' لیاری' منظور کالونی' ملیر' شیرشاہ' ماری پور اور ان سے ملحقہ علاقے شامل ہیں۔

پرانی اور سال خوردہ گاڑیوں سے نکلنے والے سیاہ دھوئیں نے خصوصی طور پر ایم اے جناح روڈ اور صدر کے علاقوں میں رہنے والوں کی زندگی کو اجیرن بنا دیا ہے یہی صورتحال لانڈھی و کورنگی کے صنعتی علاقوں میں نظر آتی ہے۔ یہاں روزانہ ہی کسی نہ کسی خطرناک بیماری خصوصاً" ناک اور گلے کی بیماریوں کے واقعات کی اطلاعات ملتی ہیں۔

گاڑیوں کی تعداد میں بے تحاشہ اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن ناکامی اور بوسیدہ بنیادی ڈھانچے نے بھی آلودگی کو بڑھانے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ جس سے شہری زندگی درہم برہم ہو رہی ہے۔

آلودگی کا ایک بڑا سبب شور بھی ہے۔ کیونکہ زمینی اور فضائی ٹریفک شور پیدا کرنے والے دو بڑے اسباب ہیں۔ ایئرپورٹ رہائشی آبادی کے نزدیک ہیں اس لئے شور کی آلودگی کا باعث ہیں۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اب بلدیہ کراچی اور کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ نے آلودگی پر نظر رکھنے کے لئے کچھ اقدامات اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان میں بلدیاتی اور صنعتی فضلے کو جمع کرنے اور انہیں ٹھکانے لگانے کے علیحدہ نظام کی تنصیبات شامل ہیں اس بات کو بھی یقینی بنانا ہے کہ صنعتی فضلے کو ٹھکانے لگانے سے پہلے اس کی صفائی ہو۔

بلدیہ کے ایک افسر اعلیٰ کا کہنا ہے کہ کوڑے کو ٹھکانے لگانے کا پورا عمل اب نبھائے گی۔

کے ایم سی اس وقت سرجانی ٹاؤن اور مہران ٹاؤن دو جگہوں پر کوڑے سے کھائیوں کی بھرائی کرنے کی ذمہ داری اٹھا رہی ہے تیسری جگہ گونڈ پاس حب ریور روڈ پر واقع ہے جہاں ترقیاتی کام ہو رہا ہے اور آئندہ برس جنوری کے آخر تک یہاں کوڑے کو ٹھکانے لگایا جاسکے گا۔ کوڑے کو ٹھکانے لگانے والی ان جگہوں کا رقبہ تقریباً" ۵۰۰ ایکڑ ہے۔

افسر اعلیٰ کا یہ کہنا ہے کہ کوڑا اٹھانے والی ایک گاڑی کو متعلقہ جگہ کوڑا پہنچانے کے لئے کم سے کم تین چکر لگانے چاہئیں لیکن ان کی اکثریت اپنی یہ ذمہ داری پوری نہیں کرتی۔ اس وجہ سے شہر میں صفائی ستھرائی کی صورتحال اطمینان بخش نہیں ہے۔ شہر کے اسپتالوں کا فضلہ جلانے کے لئے بھی دو پلانٹ جلد ہی کام کرنے لگیں گے۔

باقی صفحہ ۲۱ پر

شہری کا ارتقائی عمل

گلاس ٹاور' ایک قدم آگے

۳ مئی ۱۹۹۹ء کو سپریم کورٹ نے گلاس ٹاور منصوبے کے تعمیر کنندہ کو حکم دیا کہ وہ عمارت کے اس حصے کو منہدم کر دے جو کلفٹن روڈ کے سامنے واقع ہے کیونکہ اس سے سڑک کی مستقبل میں ہونے والی توسیع میں رکاوٹ پڑ سکتی ہے۔ جس کی مجوزہ چوڑائی ۱۵۰ فٹ ہے۔

اس غیر قانونی تعمیر کے خلاف دلچسپی رکھنے والے شہریوں خصوصاً" اردشیر کاؤس جی نے جس مہم کا آغاز کیا تھا اس میں شہری ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔ سپریم کورٹ کی معزز بینچ کا فیصلہ بہتر ماحول کے لئے شہریوں کی جدوجہد میں ایک اہم سنگ میل ہے۔

غیرقانونی تعمیرات

ہم آپ کی توجہ دو متاثرہ بلند رہائشی عمارات مہران وی آئی پی اور مہران کمپلیکس II پلاٹ نمبر ۱۸/۳ سول لائنز کی طرف لانا چاہتے ہیں۔ ان اپارٹمنٹس میں سو سے زیادہ خاندان رہائش پذیر ہیں انہیں جو خالی جگہ میسر ہے وہ میسرز بیسٹ ویسٹرن ہوٹل پلازا کے برابر میں واقع پلاٹ نمبر ۱۸/۲ ہے اور ہماری تشویش کا باعث ہے۔ اپارٹمنٹس میں رہائشی افراد کو درپیش مسائل درج ذیل ہیں۔

لازمی کھلی جگہ کی خلاف ورزی

میسرز بیسٹ ویسٹرن ہوٹل پلازا ہماری واحد لازمی کھلی جگہ سے متصل ہے اور کھلی جگہ میں ہمارا شریک ہے لیکن ایک مشترکہ دیوار اس کھلی جگہ کو دو حصوں میں منقسم کرتی ہے۔ ہوٹل کی انتظامیہ نے اپنی لازمی کھلی جگہ پر چار منزلہ غیرقانونی عمارت تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

رہائشی افراد کی خلوت میں مداخلت

معاملات کو مزید بگاڑ اس وقت ملا جب اس غیرقانونی تعمیرات کو ہوٹل کی انتظامیہ نے اپنی لانڈری، باورچی خانے اور کارکنوں کی رہائشی سہولتوں کے لئے استعمال کیا۔ اس غیرقانونی تعمیر کے احاطے میں مرمت کا کام کرنے والی ایک دکان بھی مصروف کار ہے۔ غیرقانونی تعمیرات کے قریب ہونے کے باعث ہوٹل کے کارکن اور نوکر ہمارے رہائشی گھروں میں تانک جھانک سکتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے لئے اپنی کھڑکیاں دروازے کھلے رکھنا مشکل ہوگیا ہے۔

تیراکی کا کھلا تالاب عریانیت پھیلانے کا باعث ہے

ہوٹل کی انتظامیہ کا اپنی اصل عمارت کی چھت پر تیراکی کا ایک تالاب بھی ہے جو چاروں اطراف سے کھلا ہوا ہے۔ جسے اس کے ملکی و غیرملکی مہمانوں کی ایک بڑی تعداد استعمال کرتی ہے۔ تیراکی کیونکہ تمام رہائشی افراد کی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے۔ اس لئے رہائشی افراد کے لئے ایک گمبھیر اخلاقی مسئلہ پیدا ہو رہا ہے۔ کیونکہ اپارٹمنٹس میں رہائش پذیر خاندانوں میں چھوٹے اور جوان بچے بھی شامل ہیں جنہیں عریانیت کے مناظر سے دور رکھنے کے لئے تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ یہ عریاں مناظر اپارٹمنٹس کی کھڑکیوں اور دروازوں سے صاف دکھائی دیتے ہیں۔

شور اور فضائی آلودگی

غیرقانونی طور پر تعمیر ہونے والی اس عمارت کی چھت پر ایک بہت بڑا ایئر کنڈیشننگ پلانٹ نصب کیا گیا ہے۔ ایئرکنڈیشننگ پلانٹ میں جو کیمیکل استعمال کئے جاتے ہیں وہ جلتے ہیں اور ہماری طرف کی کھلی جگہ پر لامحالہ اسپرے کرتے ہیں جو نہ صرف رہائشی افراد کی صحت کے لئے نقصان دہ ہیں بلکہ ان کی گاڑیوں کو بھی تباہ کرتے ہیں کیونکہ انہیں اپنی گاڑیاں پارک کرنے کے لئے یہی واحد جگہ دستیاب ہے۔ ہوٹل انتظامیہ نے اس غیرقانونی تعمیرات پر دو تجارتی جنریٹر بھی نصب کر رکھے ہیں جس پر پہلے ہی انگلی اٹھ چکی ہے۔ یہ جنریٹر مسلسل کئی گھنٹوں تک کام کرتے ہیں رات و دن کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ چنانچہ اپارٹمنٹس کے رہائشی افراد کا چین، امن، سکون اور نیند برباد ہوچکے ہیں۔

ہماری دونوں رہائشی عمارات کی گیس کی بڑی پائپ لائنیں بھی اس دیوار کے ساتھ گزرتی ہیں جس کے ساتھ یہ غیرقانونی تعمیر کھڑی کی گئی ہے۔ یہ ہم لوگوں کے لئے اضافی تشویش کا باعث ہے۔ بڑی گیس پائپ لائن کو اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو آگ بھڑک سکتی ہے۔ جسے روکنا بہت مشکل ہوگا۔ کیونکہ لازمی کھلی جگہ کے بند ہو جانے کے باعث آگ بجھانے والی گاڑیوں اور آلات کی آزادانہ پہنچ میں رکاوٹ پیدا ہوگئی ہے۔

ہوٹل کی نوتعمیر شدہ بلڈنگ اپارٹمنٹس سے بہت زیادہ قریب ہے جس کی وجہ سے رہائش کنندگان تازہ ہوا اور سورج کی روشنی سے محروم ہوگئے ہیں۔

انتظامیہ اور رہائش کنندگان
(مہران وی آئی پی اور مہران کمپلیکس II)

بقیہ ⇦ ماحولیات

اقوام متحدہ نے عالمی ماحولیات کا دن منانے کے لئے اس برس جس موضوع [illegible] انتخاب کیا ہے وہ ہر ایک انسان کے لئے ایک اپیل ہے کہ اس زمین کی رکھوالی کرے تاکہ یہ ہمیں زندہ رکھ سکے یوں بھی اگر جاندار ختم ہوتا ہے تو لاکھوں نیک خواہشات و دعائیں اسے واپس نہیں لاسکتیں۔ پہاڑوں وادیوں سے ان کا سبزہ اور درخت چھین لئے جائیں تو ان کا قدرتی حسن دوبارہ کسی صورت میں واپس نہیں آسکتا۔ کیونکہ تمام انسانی سرگرمیاں زمین کو متاثر کرتی ہیں اور زمین کی حالت ہمیں متاثر کرتی ہے اس لئے ہر دن کو عالمی ماحولیات کا دن ہونا چاہیے۔

میٹروپولیٹن ٹرانسپورٹ اتھارٹی

چار مئی ۱۹۹۹ء کو سندھ کے چیف سیکریٹری نے ایک نوٹی فکیشن کے ذریعے کراچی میٹروپولیٹن ٹرانسپورٹ (کے ایم ٹی اے) کے قیام کا اعلان کیا۔ مختلف ٹرانسپورٹ اتھارٹیز مثلاً ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی (آر ٹی اے) ٹریفک انجینئرنگ بیورو (ٹی ای بی) اور کراچی ماس ٹرانزٹ پروگرام (کے ایم ٹی پی) سب اس ایک ادارے میں ضم ہوجائیں گے۔ سیکریٹری شعبہ ٹرانسپورٹ حکومت سندھ گورننگ باڈی کے چیئرمین کی حیثیت سے کام کریں گے۔

شہری نے کے ایم ٹی اے آرڈی نینس کے مسودے کی تیاری میں حصہ لیا تھا اور متعلقہ حکام کو اپنی سفارشات بھی پہنچائی تھیں جن کا مقصد ادارے کے میٹروپولیٹن کردار کو یقینی بنانا تھا۔ امید ہے کہ حقیقت میں ایسا ہی ہوگا۔

اپنے حقوق کو جانیئے!

کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے بھی حقوق ہیں۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ بچوں کے لئے ایک قانون ہے جسے "بچوں کے حقوق کانونشن" (CRC) کہتے ہیں۔

کنونشن ایک ایسا معاہدہ ہوتا ہے جس پر عمل کرنے کے لئے تمام ممالک پابند ہیں۔ جب کوئی حکومت کسی کنونشن پر دستخط کرتی ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ اس میں لکھے گئے تمام قوانین اور شرائط کی پابندی کرے گی۔

پاکستان نے "بچوں کے حقوق کے کنونشن" پر ۱۲ نومبر ۱۹۹۰ء کو دستخط کئے تھے لہٰذا اب ہماری حکومت کو یہ بات یقینی بنانی ہے کہ ہر بچے کو سی آر سی کے مطابق تمام حقوق حاصل ہوں۔ سی آر سی کی ہر شق آپ کے تمام حقوق کی وضاحت کرتی ہے۔ سی آر سی وکلاء کے لئے لکھا گیا تھا۔ اس لئے ایک عام آدمی کے لئے اسے سمجھنا آسان نہیں ہے۔ ہم نے چند حقوق کے انتخاب کا فیصلہ کیا جن کے بارے میں ہمارا خیال ہے کہ وہ اہم ہیں اور ہم نے ان کی اپنے الفاظ میں وضاحت کی ہے۔

شق نمبر۴۲ میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ کو معلوم کرنے کا حق ہے کہ آپ کے حقوق کیا ہیں؟

بچہ کون ہے؟

ہر وہ فرد جس کی عمر ۱۸ سال سے کم ہے اس کو سی آر سی کی شق نمبر۱ کے تحت حقوق حاصل ہے۔

بلاامتیاز

آپ کو تمام حقوق حاصل ہیں، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ کون ہیں۔ آپ کے والدین کوئی بھی ہوں، آپ کا رنگ، جنس اور مذہب کچھ بھی ہو، آپ کی زبان کوئی بھی ہو۔ آپ معذوری کا شکار ہوں یا پھر آپ امیر ہیں یا غریب۔ (شق نمبر۲)

بچوں کے بہترین مفادات

جب کبھی کوئی بالغ شخص آپ کی ساتھ کچھ کرنا چاہے تو اسے وہی کرنا ہے جو آپ کے لئے سب سے بہترین ہو۔ (شق نمبر۳)

ماں باپ سے علیحدگی

آپ کو اپنے والدین سے اس وقت تک الگ نہیں کیا جاسکتا جب تک یہ آپ کے اپنے مفاد میں نہ ہو۔ مثال کے طور پر آپ کے والدین آپ کی مناسب دیکھ بھال نہیں کر رہے ہوں یا تکلیف دے رہے ہوں۔ والدین اگر الگ الگ رہنے کا فیصلہ کریں تو آپ کو دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ رہنا پڑے گا۔ لیکن آپ کو اپنی ماں اور باپ دونوں سے آسانی کے ساتھ رابطہ رکھنے کا حق حاصل ہے۔ (شق نمبر۹)

بچے کی ذاتی رائے

جب کبھی کسی بڑے کے کئے گئے فیصلے سے آپ کسی طرح بھی اثرانداز ہوتے ہیں تو آپ کو اپنی ذاتی رائے کے اظہار کا حق حاصل ہے اور بڑوں کو اسے سنجیدگی سے لینا ہوگا۔ (شق نمبر۱۲)

آزادی اظہار خیال

آپ کو چیزوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ آپ زبانی، تحریری اور آرٹ کے ذریعہ اپنی سوچ کا اظہار کرسکتے ہیں بشرطیکہ اس سے کسی دوسرے کے حقوق متاثر نہ ہوتے ہوں۔ (شق نمبر۱۳)

ایک بہتر ماحول کی تخلیق کے لئے

"شہری" میں شمولیت اختیار کیجئے

اگر آپ "شہری" میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو براہ کرم یہ کوپن بھر کر اس پتے پر روانہ کردیں۔

شہری برائے بہتر ماحول

206 جی-بلاک 2-پی ای سی ایچ ایس کراچی 75400 پاکستان

ٹیلی فون / فیکس: 92-21-4530646

E-mail adress:

shehri@ onkhura.com (web site) URL:

http://www.onkhura.com/shehri

نام ________ ٹیلی فون (گھر) ________

ایڈریس ________

پیشہ ________ ٹیلی فون (دفتر) ________

شہری کی رکنیت

1999ء کے لئے شہری کی رکنیت کی تجدید کروانا نہ بھولیں۔ شہری میں شرکت کریں اور بطور شہری اس شہر کو صاف کرنے، صحت بخش اور ماحول دوست مقام بنانے کے لئے مدد دیں۔

آزادیٔ تعلق

آپ کو دوسروں سے ملنے، دوست بنانے اور دوسرے افراد کے ساتھ مل کر کلب بنانے کا حق حاصل ہے بشرطیکہ اس سے دوسروں کے حقوق متاثر نہ ہوں۔ (شق نمبر۱۵)

خلوت کا تحفظ

آپ کو اپنی نجی زندگی کا حق حاصل ہے۔ مثال کے طور پر آپ ڈائری لکھ سکتے ہیں اور کسی کو بھی اس کو پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ (شق نمبر۱۶)

والدین کی ذمہ داریاں

یہ آپ کے والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ آپ کی پرورش کریں۔ انہیں وہی کرنا چاہئے جو آپ کے لئے بہترین ہو۔ (شق نمبر۱۸)

لاپرواہی اور بدسلوکی سے تحفظ

کوئی بھی فرد آپ کو کسی طرح سے بھی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ بڑوں کو یہ یقینی بنانا چاہئے کہ وہ آپ کو سخت کلامی، تشدد اور لاپرواہی سے محفوظ رکھیں۔ یہاں تک کہ آپ کے ماں باپ کو بھی آپ کو دکھ یا تکلیف پہنچانے کا حق حاصل نہیں ہے۔ (شق نمبر۱۹)

بغیر خاندان کے بچے

اگر آپ کے والدین نہیں ہیں یا پھر والدین کے ساتھ رہنا محفوظ نہیں ہے تو پھر آپ کو خصوصی تحفظ اور مدد کا حق حاصل ہے۔ (شق نمبر۲۰)

معذور بچے

اگر آپ ذہنی یا جسمانی طور پر معذور ہیں تو آپ کو خصوصی دیکھ بھال اور تعلیم کا حق حاصل ہے تاکہ آپ کو دوسرے بچوں کی طرح بڑے ہونے میں مدد مل سکے۔ (شق نمبر۲۳)

صحت

آپ کو اچھی صحت کا حق حاصل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب کبھی بھی آپ بیمار ہوں تو آپ کی ماہرانہ دیکھ بھال ہو اور آپ کو دوائیاں ملیں۔ بڑوں کو پوری کوشش کرنی چاہئے کہ بچوں کو مناسب خوراک فراہم کی جائے اور ان کی اچھی دیکھ بھال کی جائے تاکہ وہ کبھی بیمار ہی نہ پڑیں۔ (شق نمبر۲۴)

اگر آپ کو اس موضوع پر مزید معلومات درکار ہوں تو مندرجہ ذیل پتے پر لکھیں۔

انجمن برائے تحفظ حقوق اطفال
پوسٹ بکس نمبر۳۰۱۰۔ اسلام آباد
پاکستان

ایک خوشگوار دن

میں بہت نروس تھا۔ جانے میں اہل ثابت ہوں گا یا نہیں۔ وہ جمعہ کا دن اور ۱۲ تاریخ تھی اور پانچویں کلاس سے اسکول کے کھیلوں کے لئے آخری انتخاب تھا۔ مجھے پانچویں کلاس کے دیگر ساتھیوں کے ساتھ پکارا گیا۔ ہمیں مسز خان نے رول نمبر سے پکارا تھا۔ پھر ہم سے بیٹھ جانے اور اپنی اپنی باری کا انتظار کرنے کے لئے کہا گیا۔ میں آخری سے پہلی والی رو میں تھا۔

میں انتظار کرتا رہا۔ باتیں کرتا رہا۔ اور ریس دیکھتا رہا۔ دو چڑیوں نے ریحان اور علی پر بیٹ بھی کی۔ جس پر ہم سب بہت زور سے ہنسے تھے۔ میرا مقابل حمزہ تھا۔ ہم سے دوڑنے کے مقام پر جانے کے لئے کہا گیا۔ جب سر رسٹر نے سیٹی بجائی تو میں اتنا تیز دوڑا جتنا تیز دوڑ سکتا تھا اور پھر میں جیت گیا۔ کرسٹوفر نے تبصرہ کیا کہ میں بہت تیز تھا۔ میں نے حمزہ سے پوچھا کہ وہ تیز کیوں نہیں دوڑا وہ بولا کہ میں اس سے زیادہ تیز نہیں دوڑ سکتا تھا۔ جب ہم نے اپنی ناولٹی ریس شروع کی تو حمزہ آگے تھا۔ آخر میں میں دوسرے نمبر پر آیا لیکن مس سعدیہ نے کہا کہ حمزہ، فرخ اور سعد حسین نااہل قرار پائے جاتے ہیں چنانچہ ملی پہلے اور میں دوسرے نمبر پر آئے۔

وقفے کے بعد ہمیں لانگ جمپ کے لئے بلایا گیا۔ میں نے پہلی کوشش کے لئے اہلیت ثابت نہیں کی لیکن دوسری کوشش میں میں کامیاب ہوگیا۔ میں دوسرے کے لئے بھی بہت پریشان تھا لیکن پتہ چلا کہ میں کامیاب رہا ہوں۔

اسکول کے بعد میں سیدھا گھر چلا گیا۔ غسل کیا اور ایئرپورٹ چلا گیا بسنت منانے لاہور جارہا تھا۔ ہمیں پہنچنے میں ایک گھنٹہ چالیس منٹ لگے۔ پھر میں سیدھا ہونڈا فیکٹری چلا گیا اور دیکھا کہ کاریں کیسے بنتی ہیں پھر میں پارک میں پتنگ اڑانے چلا گیا۔ پھر میں پرل کانٹی نینٹل لاہور گیا۔ وہ میرا سب سے خوشگوار دن تھا۔

یاسین علی
عمر دس برس، کلاس پنجم

شہری کے لئے رضاکاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھ ذیلی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

- آلودگی کے خلاف۔
- میڈیا اور بیرونی روابط (تعلقات عامہ)
- قانونی (غیر قانونی عمارتیں)
- تحفظ اور ورثہ (پرانی عمارتیں)
- پارکس اور تفریح
- مالی حصول

ہر وہ شخص جو شہری کے جاری اور مستقبل کے منصوبوں کے لئے مدد (رقم / [illegible]) کرنا چاہتا ہے اس سے گزارش ہے کہ وہ شہری کے دفتر تشریف لائیں یا فون، فیکس یا ای میل کے ذریعے شہری کے سیکریٹریٹ سے رابطہ کریں۔

آبی راستے

آلودگی سے ہوشیار

کنور سلطان سکندر

پاکستان میں نہری آب پاشی کا جال نظام آب پاشی کی بنیاد ہے۔ یہ دنیا کا اپنی قسم کا سب سے بڑا جال ہے۔ اگرچہ کہ بہت سی وجوہات کے باعث ہماری زرعی زمینوں کو شدید نقصان پہنچتا تھا۔ پھلیلی نہر جو سندھ میں کوٹری بیراج سے مڑجاتی ہے اور حیدر آباد شہر سے گزرتی ہے۔ ایسی ہی ایک نہر ہے جسے شدید ماحولیاتی گراوٹ کے خطرے کا سامنا ہے۔

کوٹری سائٹ کا علاقہ سندھ میں دوسرا بڑا صنعتی علاقہ ہے۔ یہاں واقع صنعتیں اپنا کوڑا کرکٹ (جو اکثر بہت زہریلے مواد کا حامل ہوتا ہے) کسی قسم کے حفاظتی اقدامات کے بغیر پھلیلی نہر میں ڈال دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ آبی راستہ حد درجہ آلودہ ہوگیا ہے۔

بلدیہ حیدر آباد اور علاقے کے مقامی افراد اپنے گھریلو ٹھوس کوڑے کرکٹ اور گندے پانی اور غلاظت دونوں کو براہ راست پھلیلی نہر میں ڈالتے ہیں ماحولیاتی گراوٹ کا یہ ایک اور اہم سبب ہے۔

انسان اور جانور دونوں ہی نہر میں نہاتے ہیں اور اس کے ماحول کو آلودہ کرتے ہیں۔

آبادی کا فضلہ نہر کو آلودہ کر رہا ہے

پھلیلی نہر یا بھینسوں کا سوئمنگ پول

شہری پارک کے لئے تعاون کی اپیل

جیسا کہ قارئین جانتے ہیں کہ شہری نے کے ایم سی کی "ایک پارک اپنایئے" اسکیم کے تحت کراچی کے علاقے کلفٹن میں ایک پارک کو اپنایا تھا۔ توقع تھی کہ پارک کو ترقی دینے اور اس کی دیکھ بھال کی کوششوں میں فطری طور پر وہی لوگ بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے جو اس سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے والے یعنی علاقے کے رہائشی ہیں۔ ہماری بہترین کوششوں کے باوجود بد قسمتی سے ایسا نہیں ہوا۔ شہری تمام متعلقہ اور حساس شہریوں اور نجی شعبے کے اداروں سے آگے بڑھنے کی اپیل کرتا ہے اور شہری پارک کو شہری کار عظیم اور خلوص و ذمہ داری کی ایک مثال بنانے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔